بانی: ڈاکٹر اسرار احمدؒ

ماہنامہ

آئینہ انجمن

محرم الحرام، 1447ھ، جولائی 2025ء

شمارہ نمبر: 77

021 - 34993436 - 7

www.quranacademy.edu.pk

مرکزی دفتر انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی، رجسٹرڈ B - 375 علامہ شبیر احمد عثمانی روڈ، بلاک 6، گلشن اقبال، کراچی

آئینہ انجمن

اس شمارے میں

01 فرمان باری تعالی و فرمان نبوی ﷺ
--- 02

02 شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
ڈاکٹر انوار علی ابرار 03

03 حمد باری تعالی و نعت رسول پاک ﷺ
کاشف شکیل/ حفیظ الرحمن حفیظ 04

04 ملفوظات صدر مؤسس انجمن خدّام القرآن
ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ 05

05 اقتباس نگران انجمن خدّام القرآن
شجاع الدین شیخ 06

06 قرآن حکیم کی صرفی و نحوی تحلیل
عاطف محمود 07

07 فحاشی کیا ہے۔
حافظ انجینئر نوید احمد رحمۃ اللہ علیہ 09

08 ماہ محرم الحرام: اسلامی سال کا آغاز
امین اللہ معاویہ 13

09 دجال اور سورۃ الکہف (چھٹی قسط)
حافظ حذیفہ محمود 18

10 دور حاضر میں فتنوں کی برسات
سید محمد مصطفیٰ 24

11 انجمن خدّام القرآن کے تحت جاری سرگرمیاں
ماہانہ رپورٹ 27

12 شعبہ ملٹی میڈیا
ماہانہ رپورٹ 31

فرمانِ الٰہی جلّ جلالہٗ و فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

اَلصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰدِقِیْنَ وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْمُنْفِقِیْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِیْنَ بِالْاَسْحَارِ ﴿۱۷﴾ (آل عمران: 17)

ترجمہ: (مومنین کے صفات) یہ لوگ بڑے صبر کرنے والے ہیں، سچائی کے خوگر ہیں، عبادت گزار ہیں (اللہ کی خوشنودی کے لیے) خرچ کرنے والے ہیں، اور سحری کے اوقات میں استغفار کرتے رہتے ہیں۔

تشریح: اللہ کے اطاعت گزار بندے اپنی اطاعت شعاری اور فرمانبرداری کے باوجود اپنی تقصیرات اور کوتاہیوں کا احساس رکھتے، اور اپنے خالق و مالک کے حضور ان کا اقرار و اعتراف کرتے، اور اس سے مغفرت و بخشش کی دعا و درخواست کرتے ہیں، اور رب تعالیٰ اور اس کے حقوق کی عظمت اور اپنے عجز و انکسار کے پیش نظر وہ رات کے پچھلے حصوں میں جبکہ دنیا غفلت کی نیند سوئی ہوئی ہوتی ہے، وہ اٹھ اٹھ کر اس کے حضور توبہ و استغفار کرتے ہیں، اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں، جو کہ دعاؤں کی قبولیت، اور اس کی باران رحمت و عنایت کے نزول کے خاص اوقات ہوتے ہیں۔ اور ان وقتوں میں اٹھنا نفس پر بڑا گراں ہوتا ہے یہ ایمان و یقین کی قوت ہی ہے کہ جو انسان کو آرام و راحت اور سکون و غفلت کے ان اوقات میں ابھارتی اور آمادہ کرتی ہے۔ یہاں پر ان خوش نصیبوں کی خاص صفات بیان فرمائی گئی ہیں جو تقویٰ و پرہیزگاری کی راہ کو اپناتے ہیں اور وہ آخرت سے غافل کر دینے والی مرغوبات سے دستکش ہو کر صدق دل سے اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ سو ان کی یہاں پر پانچ صفتیں بیان فرمائی گئی ہیں صبر، صدق، قنوت، انفاق اور استغفار۔ اللہ نصیب فرمائے، اور اس قدر کہ وہ مالک راضی ہو جائے۔ (تفسیر مدنی)

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

عَنْ أَبِي يَعْلَى شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ، وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ، وَالْعَاجِزُ، مَنْ أَتْبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا، وَتَمَنَّى عَلَى اللَّهِ» (الترمذی وابن ماجه)

ترجمہ: شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ہوشیار اور توانا وہ ہے جو اپنے نفس کو قابو میں رکھے، اور موت کے بعد کے لیے (یعنی آخرت کی نجات و کامیابی کے لیے) عمل کرے، اور نادان و ناتواں وہ ہے جو اپنے کو اپنی خواہشاتِ نفس کا تابع کر دے (اور بجائے احکامِ خداوندی کے اپنے نفس کے تقاضوں پر چلے) اور اللہ سے امیدیں باندھے۔

تشریح: دنیا میں کَیِّس (چالاک و ہوشیار اور کامیاب) وہ سمجھا جاتا ہے، جو دنیا کمانے میں چست و چالاک ہو، خوب دونوں ہاتھوں سے دنیا سمیٹتا ہو، اور جو کرنا چاہے کر سکتا ہو، اور بے وقوف و ناتواں وہ سمجھا جاتا ہے جو دنیا کمانے میں تیز اور چالاک نہ ہو۔ اور اہلِ دنیا جو اس دنیوی زندگی ہی کو سب کچھ سمجھتے ہیں، اُن کو ایسا ہی سمجھنا بھی چاہیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس حدیث میں بتلایا کہ چونکہ اصل زندگی یہ چند روزہ زندگی نہیں ہے بلکہ آخرت کی نہ ختم ہونے والی زندگی ہی اصل زندگی ہے، اور اس زندگی میں کامیابی اُن ہی کے لیے ہے جو اس دنیا میں اللہ کی اطاعت اور بندگی والی زندگی گزار دیں، اس لیے در حقیقت دانشمند اور کامیاب اللہ کے وہ بندے ہیں جو آخرت کی تیاری میں لگے ہوئے ہیں، اور جنہوں نے اپنے نفس پر قابو پا کر اس کو اللہ کا مطیع و فرمانبردار بنا رکھا ہے۔ اور اس کے برعکس جن احمقوں کا حال یہ ہے کہ انہوں نے اپنے کو نفس کا بندہ بنا لیا ہے، اور وہ اس دنیوی زندگی میں اللہ کے احکام و اوامر کی پابندی کے بجائے اپنے نفس کے تقاضوں پر چلتے ہیں، اور اس کے باوجود اللہ سے اچھے انجام کی امیدیں باندھتے ہیں، وہ یقیناً بڑے نادان اور ہمیشہ ناکام رہنے والے ہیں، خواہ دنیا کمانے میں وہ کتنے ہی چست و چالاک اور پھرتیلے نظر آتے ہوں، لیکن فی الحقیقت وہ بڑے ناعاقبت اندیش، کم عقلے اور ناکامیاب و نامراد ہیں، کہ جو حقیقی اور واقعی زندگی آنے والی ہے اس کی تیاری سے غافل ہیں، اور نفس پرستی کی زندگی گزارنے کے باوجود اللہ سے خداپرستی والے انجام کی امید رکھتے ہیں۔ (معارف الحدیث)

شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن

ڈاکٹر انوار علی ابرار

آسمانِ اسلام شہادت کے چمکتے دمکتے ستاروں سے مزین ہے۔ ایک مسلمان کی سب سے بڑی آرزو یہی ہو سکتی ہے کہ وہ اللہ کی راہ میں مارا جائے اور ہمیشہ کے لیے زندہ ہو جائے۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ (البقرہ: 154) ترجمہ: ''اور جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں اس کا شعور نہیں۔''

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا: "جب غزوہ احد میں تمہارے بھائی شہید کر دیے گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روحیں سبز پرندوں کے پیٹ میں داخل کر دیں، وہ جنت کی نہروں پر آتے ہیں، جنت کے میوے کھاتے ہیں اور عرش کے سائے میں معلق سونے کی قندیلوں میں بسیرا کرتے ہیں، چنانچہ جب وہ بہترین کھانا پینا اور آرام گاہ پاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں، ہمارے متعلق ہمارے بھائیوں کو کون بتائے کہ ہم جنت میں زندہ ہیں تاکہ وہ بھی جنت کی رغبت رکھیں اور لڑائی (جہاد) کے وقت سستی نہ کریں، اللہ تعالیٰ نے کہا: میں تمہاری بات ان تک پہنچاؤں گا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: "اللہ کی راہ میں قتل ہو جانے والوں کو مردہ مت گمان کرو، بلکہ وہ زندہ ہیں۔ "آخر آیت تک۔ (ابو داؤد، رقم الحدیث: 2520)۔

یہ شہادت وہ انمول نعمت ہے کہ جس کو مل جائے وہ جنت میں بھی اس کی لذت کو فراموش نہیں کر پائے گا۔ ایک حدیث میں جو صحیح مسلم میں ہے مسروق بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی: "جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کیے گئے ان کو مرے ہوئے نہ سمجھو، وہ اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں، ان کو رزق دیا جاتا ہے۔ "حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم نے بھی اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا تھا، آپ نے فرمایا: "ان کی روحیں سبز پرندوں کے اندر رہتی ہیں، ان کے لیے عرش الہیٰ کے ساتھ قندیلیں لٹکی ہوئی ہیں، وہ روحیں جنت میں جہاں چاہیں کھاتی پیتی ہیں، پھر ان قندیلوں کی طرف لوٹ آتی ہیں، ان کے رب نے اوپر سے ان کی طرف جھانک کر دیکھا اور فرمایا: "کیا تمہیں کس چیز کی خواہش ہے؟ "انہوں نے جواب دیا: ہم (اور) کیا خواہش کریں، ہم جنت میں جہاں چاہتے ہیں گھومتے اور کھاتے پیتے ہیں۔ اللہ نے تین بار ایسا کیا (جھانک کر دیکھا اور پوچھا۔) جب انہوں نے دیکھا کہ ان کو چھوڑا نہیں جائے گا، ان سے سوال ہوتا رہے گا تو انہوں نے کہا: اے ہمارے رب! ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہماری روحوں کو ہمارے جسموں میں لوٹا دیا جائے یہاں تک کہ ہم دوبارہ تیری راہ میں شہید کیے جائیں۔ جب اللہ تعالیٰ یہ دیکھے گا کہ ان کو کوئی حاجت نہیں ہے تو ان کو چھوڑ دیا جائے گا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ میں اللہ کی راہ میں شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں۔ سبحان اللہ یہ تو امام الانبیاء علیہ السلام کی آرزو ہو اور ان کے امتی اس آرزو سے خالی رہیں!

اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد یہ بھی ملتا ہے کہ ایک شخص جس نے اللہ کے لیے کبھی جنگ نہ کی اور اس کے دل میں یہ آرزو بھی نہیں وہ نفاق کی ایک قسم پر مرا۔ شہادت گواہی کو کہتے ہیں اور جو شخص اللہ کے لیے اور اللہ کے دین کے لیے اپنی زندگی قربان کر جائے وہ دین میں امر ہو جاتا ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہم کو اللہ کے لیے جینے اور اللہ کے لیے مرنے کی سعادت عطا فرمائے۔ آمین

حمدِ باری تعالیٰ جل جلالہٗ
و
نعتِ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ترے ہی نام سے ہر کام کی ہے ابتدا یا رب
ملے مجھ کو رضا تیری، یہی ہے بس دعا یا رب

تیرے ہی نام سے آغاز ہے اس زندگانی کا
ترے ہی نام پر ہو موت یعنی انتہا یا رب

مجھے دنیا میں جینے کا سلیقہ تو عطا کردے
جو اب تک ہو چکی ہیں، درگزر کردے خطا یا رب

ترے انعام سے ہی مجھ کو مل سکتی ہے یہ جنت
کجا جنت تری اور میری بدکاری کجا یا رب

بروز حشر تیرے عرش کا سایہ ملے مجھ کو
میں مجرم ہوں میں عاصی ہوں یہی ہے التجا یا رب

میں کاشفؔ ہوں مجھے تو ذکر کا جذبہ عطا کردے
ترا ہی ذکر ہے میرے ہر اک غم کی دوا یا رب

کاشف شکیل

نعتِ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تجھ پہ قربان مری جان مدینے والے
اے مری زیست کے عنوان مدینے والے

میرا ہر سانس معطر تری یادوں سے رہے
ہے یہی روح کا ارمان مدینے والے

ہے ثنا تیری شب وروز وظیفہ میرا
ذکر تیرا مرا ایمان مدینے والے

تیرے دربار کا سائل ہے زمانہ سارا
تو ہے کونین کا سلطان مدینے والے

ہر ادا سے تری رحمت کا نشاں ملتا ہے
تیرا اخلاق ہے قرآن مدینے والے

حافظؔ خستہ ہے نامحرم آداب اس سے
ہو بیاں کیسے تری شان مدینے والے

حفیظ الرحمن احسن

ملفوظاتِ صدرِ مؤسّسِ انجمن خدّام القرآن، کراچی

ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

قرآن مجید سے ہماری بے رخی

قرآن کے منزل من اللہ ہونے کا اقرار تو ہم کرتے ہیں لیکن اگر ہم اپنے دلوں کی گہرائیوں میں جھانک کر دیکھیں تو ہمیں معلوم ہو گا کہ ہمارے قلوب قرآن پر یقین سے خالی ہیں اور ریب اور شک نے ہمارے دلوں میں ڈیرا ڈالا ہوا ہے۔ ہماری اس کیفیت کا نقشہ قرآن مجید نے ان الفاظ میں کھینچا ہے: وَ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۱۴﴾ (الشوری: 14) اور جو لوگ وارث ہوئے کتاب الٰہی کے ان کے بعد وہ اس کے بارے میں شکوک و شبہات میں مبتلا ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نہ ہمارے دلوں میں اس کی کوئی عظمت ہے، نہ اس کو پڑھنے پر ہماری طبیعت آمادہ ہوتی ہے، نہ اس پر غور و فکر کی کوئی رغبت ہم اپنے اندر پاتے ہیں اور نہ ہی اسے زندگی کا واقعی لائحہ عمل بنانے کا خیال کبھی ہمیں آتا ہے۔ اس پوری صورت حال کا اصل سبب ایمان اور یقین کی کمی ہے۔ اور جب تک اسے دور نہ کیا جائے کسی وعظ و نصیحت سے کوئی پائیدار نتیجہ برآمد نہیں ہو سکتا۔

لہٰذا ہم میں سے ہر ایک کا سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ وہ اپنے دل کو اچھی طرح منڈلے اور دیکھے کہ وہ قرآن مجید کو بس ایک متوارث مذہبی عقیدے (Dogma) کی بنا پر ایک ایسی مقدس آسمانی کتاب سمجھتا ہے جس کا زندگی اور اس کے جملہ معاملات سے کوئی تعلق نہ ہو، یا اسے یقین ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے جو اس کے لیے نازل ہوا ہے کہ لوگ اس سے ہدایت پائیں اور اسے اپنی زندگیوں کا لائحہ عمل بنائیں۔ اگر دوسری بات ہے تو فھو المطلوب اور اگر پہلا معاملہ ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ ہماری ایک عظیم اکثریت کے ساتھ یہی صورت ہے، تو پھر سب سے پہلے ایمان کی اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کرنی ہوگی، اس لیے کہ قرآن مجید کے تمام حقوق کی ادائیگی کا عمل انحصار اسی پر ہے۔

(مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق)

اقتباس نگرانِ انجمن خدام القرآن، کراچی

شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ

لا الہ الا اللہ کا تقاضا، نظامِ الٰہی کا نفاذ

جس طرح انفرادی سطح پر نجات کے لیے توبہ ضروری ہے، اسی طرح اجتماعی سلامتی اور بقا کے لیے اجتماعی توبہ بھی ضروری ہے۔ کیونکہ بہت سی غلطیاں ہم سے اجتماعی سطح پر بھی ہوئی ہیں۔ اس ملک کو ہم نے اس لیے حاصل کیا تھا کہ یہاں اللہ کے دین کو نافذ کریں گے مگر 77 سال ہوگئے اللہ کے دین سے روگردانی کرتے ہوئے۔ لازم ہے کہ اس پر اجتماعی توبہ کریں اور اللہ کے دین کے نفاذ کے لیے اجتماعی جدوجہد کریں، یہی ہماری اجتماعی توبہ ہوگی۔ بجائے اس کے اگر ہم سود کا دھندا جاری رکھیں گے، شریعت کے احکام کو پامال کریں گے، اللہ تعالیٰ کے احکامات کے ساتھ کھلواڑ کریں گے تو کیا اللہ کی مدد اور حمایت ہمیں حاصل ہوگی، حالیہ دنوں میں ہی قومی اسمبلی اور سینٹ میں بل پاس کیا گیا ہے جس میں اللہ کی شریعت کو پامال کرتے ہوئے 18 سال سے کم عمر میں شادی پر پابندی عائد کردی گئی ہے، جبکہ دوسری طرف ٹرانسجینڈر ایکٹ پاس کرکے ہم جنس پرستی کے راستے اس سے قبل کھولے جا چکے ہیں۔ پھر یہ کہ 1991ء میں وفاقی شرعی عدالت نے سود کے خلاف فیصلہ دیا تھا لیکن اس پر عمل درآمد کرنے کی بجائے فیصلہ شریعت اپیلیٹ بنچ میں چیلنج کردیا گیا اور آج تک اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف جنگ کو ہم ختم نہیں کر رہے۔ کیا اللہ کے ساتھ جنگ کرکے ہم سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن سکتے ہیں۔

''پاکستان کا مطلب کیا: لا الہ الا اللہ''یہی نعرہ لگا کر ہم نے پاکستان حاصل کیا تھا۔ لہٰذا اگر پاکستان کو بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ بنانا ہے تو لا الہ الا اللہ کو عملی طور پر نافذ کرنا ہوگا۔ بجائے اس کے آپریشن بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ کی کامیابی پر گانا بجانا ہو رہا ہے، میوزک بن رہی ہیں، تکبر اور گھمنڈ کا مظاہرہ ہو رہا ہے جو کہ غلط بات ہے۔ اظہار تشکر کا اصل تقاضا یہ ہے کہ ہم اللہ سے رجوع کریں، اپنے سابقہ گناہوں کی بخشش طلب کریں اور آئندہ کے لیے انفرادی اور اجتماعی طور پر اللہ کے رسول ﷺ کے حقیقی اُمتی بننے کی کوشش کریں۔ اللہ کے رسول ﷺ فتح مکہ کے موقع پر جب مکہ میں داخل ہو رہے تھے تو عاجزی کی وجہ سے آپ پیشانی مبارک اونٹ کے کجاوے پر جھکی ہوئی تھی۔ سوچیے کہ ہمیں کس قدر عاجزی کے ساتھ رب کا شکرانہ ادا کرنا چاہیے۔ ایک طرف انڈیا اور اسرائیل تھے جن کے ساتھ مقابلے کا کوئی توازن ہی نہیں تھا، ان کی پشت پر امریکہ بھی تھا۔ لیکن اس کے باوجود اللہ نے ہمیں فتح عطا فرمائی۔ لہٰذا ہمیں اللہ کے شکرگزار بندے بننے کی کوشش کرنی چاہیے۔

(ندائے خلافت، شمارہ نمبر 21۔ خطاب جمعہ: امیر محترم شجاع الدین شیخ صاحب، 23 مئی 2025ء)

قرآن حکیم کی منتخب سورتوں کی صرفی و نحوی تحلیل

سورۃ الملک

عاطف محمود

ناظم تعلیم و استاذ، قرآن اکیڈمی یاسین آباد

سورۃ الملک (آیات 27 تا 28)

آیت نمبر 27 :

فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقِيْلَ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ﴿٢٧﴾

ترجمہ : پھر جب وہ اس (قیامت کے عذاب) کو پاس آتا دیکھ لیں گے تو کافروں کے چہرے بگڑ جائیں گے ، اور کہا جائے گا کہ یہ ہے وہ چیز جو تم مانگا کرتے تھے ۔

لغوی و صرفی تحقیق :

رَاَوْ	ر ء ی (ف)	فعل ماضی معروف	صیغہ جمع مذکر غائب	انہوں نے دیکھا
زُلْفَةً	ز ل ف (ن)	اسم	صیغہ واحد مؤنث	نزدیک ہونا، قریب ہونا
سِيْئَتْ	س و ء (ن)	فعل ماضی مجہول	صیغہ واحد مؤنث غائب	برا ہونا، بگڑ جانا
وُجُوْهُ	و ج ہ (ک)	اسم	صیغہ جمع مذکر	چہرے
كَفَرُوْا	ک ف ر (ن)	فعل ماضی معروف	صیغہ جمع مذکر غائب	انہوں نے کفر کیا
قِيْلَ	ق و ل (ن)	فعل ماضی مجہول	صیغہ واحد مذکر غائب	کہا گیا
كُنْتُمْ	ک و ن (ن)	فعل ماضی معروف	صیغہ جمع مذکر حاضر	تم تھے
تَدَّعُوْنَ	د ع و (افتعال)	فعل مضارع معروف	صیغہ جمع مذکر حاضر	تم مانگا کرتے ہو

نحوی ترکیب :

فَ	لَمَّا	رَاَوْهُ	زُلْفَةً	سِيْئَتْ	وُجُوْهُ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا
استینافیہ	ظرف زمان	فعل + فاعل (ہم) + مفعول	حال			اسم موصول	فعل + فاعل (ہم) صلۃ الموصول
					مضاف	مضاف الیہ	
				فعل مجہول	نائب الفاعل		
		جملہ فعلیہ (شرط)	جملہ فعلیہ (جواب شرط)				

وَ	قِيْلَ	هٰذَا	الَّذِىْ	كُنْتُمْ	بِهٖ	تَدَّعُوْنَ
حرف عطف					جار+مجرور (متعلق)	فعل+فاعل (انتم)
				فعل ناقص + اسم (انتم)	جملہ فعلیہ (خبر کنتم)	
			اسم موصول	جملہ فعلیہ (صلۃ الموصول)		

		مبتدا	خبر
	فعل ماضی مجہول	جملہ اسمیہ (نائب الفاعل)	
	جملہ فعلیہ (معطوف)		

آیت نمبر 28:

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِيَ اَوْ رَحِمَنَا ۙ فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿28﴾

ترجمہ: (اے پیغمبر ﷺ! ان سے) کہہ دیں کہ ذرا یہ بتلاؤ کہ چاہے اللہ مجھے اور میرے ساتھیوں کو ہلاک کردے یا ہم پر رحم فرما دے، (دونوں صورتوں میں) کافروں کو دردناک عذاب سے کون بچائے گا۔

لغوی وصرفی تحقیق:

قُلْ	ق و ل (ن)	فعل امر معروف	صیغہ واحد مذکر حاضر	آپ کہہ دیجیے
رَءَيْتُمْ	ر ء ی (ف)	فعل ماضی معروف	صیغہ جمع مذکر حاضر	تم نے غور کیا، تم نے دیکھا
اَهْلَكَ	ھ ل ک (افعال)	فعل ماضی معروف	صیغہ واحد مذکر غائب	اس نے ہلاک کیا
رَحِمَ	ر ح م (س)	فعل ماضی معروف	صیغہ واحد مذکر غائب	اس نے رحم کیا
يُجِيْرُ	ج و ر (افعال)	فعل مضارع معروف	صیغہ واحد مذکر غائب	وہ بچاتا ہے، وہ پناہ دیتا ہے

نحوی ترکیب:

قُلْ	اَ	رَءَيْتُمْ	اِنْ	اَهْلَكَنِيَ	اللّٰهُ	وَ	مَنْ	مَّعِيَ	اَوْ	رَحِمَنَا
فعل امر + فاعل (انت)	ہمزہ استفہام	فعل + فاعل (انتم)	حرف شرط	فعل + مفعول	فاعل	عطف		مضاف + مضاف الیہ	عطف	فعل + فاعل (ھو) + مفعول
							موصول	صلۃ الموصول		
				جملہ فعلیہ (معطوف علیہ)						جملہ فعلیہ (معطوف)
				شرط						

فَ	مَنْ	يُّجِيْرُ	الْكٰفِرِيْنَ	مِنْ	عَذَابٍ اَلِيْمٍ
حرف عطف					موصوف + صفت
				حرف جار	مجرور
		فعل + فاعل (ھو)	مفعول	متعلق	
	مبتدا	جملہ فعلیہ (خبر)			
	جملہ اسمیہ (جواب شرط)				
شرط اور جواب شرط مل کر مفعول رایتم فعل کا					
رایتم فعل اپنے مفعول سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر مفعول قل فعل کا					

(جاری ہے۔۔۔)

فحاشی کیا ہے ۔ (پہلی قسط)

حافظ انجینئر نوید احمد رحمۃ اللہ علیہ

مسجد جامع طیبہ، زمان ٹاؤن کورنگی نمبر 4 کراچی میں محترم انجینئر نوید احمد رحمۃ اللہ علیہ کے 2 نومبر 2012ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص از سہیل راؤ صاحب، (معاون شعبہ تصنیف وتالیف)

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ؕ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿٢٦﴾ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ
اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ؕ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ؕ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٢٧﴾

آج ہمارے بیان کا موضوع ہے : فحاشی کیا ہے۔

پس منظر اس بیان کا یہ ہے کہ ہمارا چاہے الیکٹرانک میڈیا ہو یا پرنٹ میڈیا، بڑے پیمانے پر بیہودگی، بے حیائی اور فحاشی کو عام کر رہا ہے۔ اس سلسلے میں ایک مستحسن، اور اچھا کام قاضی حسین احمد صاحب نے کیا۔ انہوں نے پیمرا کو فریق بنا کر سپریم کورٹ میں درخواست دائر کی کیونکہ پیمرا کے کنٹرول میں ہمارا میڈیا ہے اور یہی میڈیا فحاشی کی اشاعت کر رہا ہے۔ سپریم کورٹ نے اس کا نوٹس لیا اور پیمرا کو اس نوٹس پر اپنا جواب داخل کرنے کا حکم دیا۔

پیمرا کی جانب سے سوال اٹھایا گیا کہ فحاشی ہے کیا، فحاشی کی تعریف کی جائے۔

پھر اسی حوالے سے پیمرا کے زیرِ اہتمام مختلف سیمینار منعقد کیے گئے اور ان میں روشن خیال دانشوروں نے فحاشی کے حوالے سے عجیب و غریب باتیں کیں۔ کہا کہ ''میڈیا پر کوئی فحاشی نہیں ہے، یہ تو صرف مولویوں کو فحاشی نظر آتی ہے، یہ تو ثقافت ہے! اور اصل فحاشی تو کرپشن ہے، لوٹ مار ہے، بددیانتی ہے، خیانت ہے۔'' کہا کہ ''تفریح کے لیے جو کچھ میڈیا دکھاتا ہے، اس میں فحاشی کہاں سے آتی ہے۔'' اس سے قبل پشاور ہائی کورٹ کے جج صاحب نے فحاشی کے خلاف ایک درخواست خارج کر دی صرف یہ کہہ کر کہ ''جس کو یہ فحاشی پسند نہیں ہے وہ اپنے ٹیلی ویژن بند کر دے''۔

اب پیمرا کے چیئرمین صاحب پوچھتے ہیں کہ فحاشی کی تعریف کیا ہے۔ ہر انسان جانتا ہے کہ فحاشی کیا ہے۔ اس لیے کہ حیا انسان کے وجود میں ہے۔ حیات اور حیا عربی زبان میں دونوں الفاظ ایک ہی مادہ سے نکلے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے کہ جیسے ہی شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام کا لباس اتروایا تھا تو فوراً جنت کے پتوں سے اپنے جسم کو چھپانا شروع کر دیا، کیونکہ حیا انسان کی فطرت میں ہے اور بے حیائی کیا ہے یہ بھی ہر انسان جانتا ہے کسی انسان کو بتانے کی ضرورت نہیں کہ فحاشی کیا ہے، انسان اندر سے خود جانتا ہے کہ بے حیائی کیا ہے اور حیا کیا ہے، لیکن ڈھٹائی ہے، شریعت سے بغاوت ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ کو ناراض کرنا ہے ایسی باتیں کر کے کہ فحاشی کی تعریف واضح نہیں ہے اس لیے پیمرا اس کی روک تھام کے لیے کوئی قدم نہیں اٹھا سکتا۔

ہماری بد قسمتی اور محرومی یہ ہے کہ ہم قرآنِ مجید پر ایمان بھی رکھتے ہیں، کتابِ ہدایت بھی مانتے ہیں، لیکن صرف عقیدے کی حد تک مانتے ہیں۔ کسی بھی معاملے کے لیے رہنمائی لینا، ہدایت لینا، اس کے لیے اولین رُخ ہمارا قرآنِ مجید کی جانب نہیں ہوتا۔ قرآنِ پاک کے بجائے مغرب کے مفکرین کا اگر حوالہ دیا جائے تو وہ بات زیادہ وزنی محسوس ہوتی ہے اور اگر قرآنِ مجید کے حوالے سے بات کی جائے تو کہا جاتا ہے: ''یہ مولویانہ انداز ہے!''

ایک دانشور نے تو اتنی بڑی گستاخی کی جسارت کی۔ اس نے یہاں تک ایک موقع پر کہا کہ ''علامہ اقبال فکر کا ایک وسیع سمندر تھا، جو قرآن کے دریا میں جا کے غرق ہو گیا'' یعنی اقبال نے جو مغربی فلسفہ وغیرہ پڑھا، اس فلسفے کی بنیاد پر وہ فکر کا ایک وسیع سمندر بنے، لیکن وہ سمندر قرآن کے دریا میں جا کر غرق ہو گیا۔ معاذ اللہ

بہرحال اس وقت ہماری بدقسمتی ہے، محرومی ہے کہ قرآن مجید سے ہم رہنمائی نہیں لیتے۔ یا تو صاف صاف کہیں کہ ہم قرآن مجید کو کتاب ہدایت نہیں مانتے۔ منافقت یہ ہے کہ مانتے بھی ہیں، لیکن قرآن سے رہنمائی لینے کو تیار نہیں۔

آئیے قرآن وحدیث کی روشنی میں سمجھتے ہیں کہ فحاشی کیا ہے؟

امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ، مفردات القرآن جلد دوم صفحہ 226 پر فحشا کی تشریح میں حسب ذیل الفاظ لکھتے ہیں کہ ''فحشا کا مادہ ف، ح اور ش ہے۔ اس قول یا فعل کو کہتے ہیں جو قباحت میں حد سے بڑھا ہوا ہو''۔ لہذا ہر ایسا قول یا فعل جس سے انسان کے جنسی جذبات حد سے تجاوز کریں، جنسی جذبات مشتعل ہوں، وہ فحاشی کے زمرے میں آتا ہے۔

قرآن مجید میں لفظ فحاشی کی وضاحت

قرآنِ مجید کی مختلف آیات ہمیں فحاشی کے حوالے سے وضاحت دیتی ہیں۔ دو بڑے بڑے جرائم ہیں: ایک ہے منکرات اور ایک ہے فواحش۔ شیطان کے بارے میں قرآنِ مجید میں آتا ہے سورۃ البقرہ 169 اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ ''شیطان تمہیں برائی کا اور فحاشی کا حکم دیتا ہے''۔ برائی میں تمام گناہ آجاتے ہیں، چاہے وہ چوری ہو، ڈکیتی ہو، قتل ہو، خیانت ہو، بدعہدی ہو، جھوٹ ہو۔ لیکن فواحش خاص طور پر وہ کام ہیں جو جنسی اعتبار سے انسان کے جذبات کو ہلادیں، متحرک کردیں، مشتعل کردیں۔ یہ کام لباس کے ذریعے بھی ہوتا ہے۔ اگر لباس ساتر نہیں ہوگا تو اس سے بھی جنسی جذبات مشتعل ہوتے ہیں۔ یہ کام گفتگو کے ذریعے بھی ہوتا ہے۔ بعض فحش گفتگو ایسی ہوتی ہے جس کی وجہ سے جنسی جذبہ مشتعل ہوتا ہے۔ یہ کام بعض اوقات گفتگو کے خاص اسٹائل سے بھی ہوتا ہے۔ اسی لیے عورتوں کو منع کیا گیا سورۃ الاحزاب آیت نمبر 32 میں ہے: فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ ''(نامحرم مردوں سے گفتگو کرتے وقت) زبان میں لوچ مت پیدا کرو'' اگر عورت خاص بناوٹ بھرے انداز سے بولتی ہے تو اس سے مرد کے اندر جنسی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ پھر ایسی شاعری بھی فحاشی کے زمرے میں آتی ہے، خاص طور پر ہماری فلمی دنیا کی شاعری، وہ تو ہے ہی اس مقصد کے لیے۔ ہر گانے کا موضوع یہی ہے کہ جنسی جذبات کو مشتعل کیا جائے۔ پیار محبت کی داستان، پھر ادائیں، جسم کی خاص انداز سے حرکات، ان سے بھی جنسی جذبات کو تحریک ملتی ہے۔ بہرحال ہر ایسا کام جس سے انسان کے جنسی جذبات میں ایک دم اشتعال آجائے یہ فحاشی ہے۔

لباس کے احکام

البتہ فحاشی کے حوالے سے سب سے بڑی برائی کا تعلق لباس کے غیر ساتر ہونے سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں کئی مقامات پر اس حوالے سے ہدایت دی ہے۔ سورۃ الاعراف کے تیسرے رکوع کی چند آیات پیش کی جارہی ہیں جن میں لباس کے حوالے سے ہدایت فرمائی گئی۔ سورۃ الاعراف آیت نمبر 26 میں فرمایا: يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۭ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ''اے آدم کے بیٹو! ہم نے تمہارے لیے وہ لباس نازل کیا ہے یعنی ہم نے تمہیں وہ لباس عطا کیا ہے۔ جس میں دو خوبیاں ہیں وہ تمہاری شرمگاہوں کو چھپانے کے لیے ہے، تمہارے ستر کو ڈھانپنے کے لیے اور اس میں تمہارے لیے آرائش بھی ہے، زیبائش بھی ہے، سجاوٹ بھی ہے، حسن بھی ہے اور تقویٰ کا لباس وہ سب سے بہتر ہے''۔ تقویٰ کا لباس وہ ہے جو اللہ کے احکامات کے مطابق ہو۔

لباس کے حوالے سے چند احکام حسب ذیل ہیں:

ا۔ لباس پورے ستر کو چھپانے والا ہو۔ 2۔ ایسا باریک نہ ہو کہ جسم نظر آئے۔ 3۔ اتنا چُست نہ ہو کہ اعضائے جسمانی نمایاں ہو رہے ہوں۔ 4۔ خود نمائی کے لیے لباس میں اسراف نہ ہو۔ 5۔ لباس میں تکبر کا اظہار نہ ہو۔ 6۔ مرد عورتوں کا سا اور عورتیں مردوں کا سا لباس نہ پہنیں۔ 7۔ مرد خالص ریشمی لباس سے اجتناب کریں۔

1۔لباس پورے ستر کو چھپانے والا ہو

آج بہت سارے مسلمان ستر سے بھی واقف نہیں ہیں، قصور والدین کا ہے۔ والد کی ذمہ داری ہے کہ جب محسوس ہو کہ بچہ بالغ ہو رہا ہے تو اسے بتائے کہ ستر کیا ہوتا ہے، غسل کب واجب ہو جاتا ہے، غسل کے فرائض کیا ہیں، آج یہ چیزیں ہمارے نوجوانوں کو معلوم نہیں ہوتیں۔ جن تعلیمی

اداروں میں ہم انہیں داخل کرتے ہیں وہاں عام طور پر یہ باتیں نہیں سکھائی جاتیں، گھر میں بھی یہ تذکرہ نہیں ہوتا۔ اسی طرح سے ماں کی ذمہ داری ہے کہ جب محسوس ہو کہ بچی بالغ ہو رہی ہے، اسے طہارت اور پردہ کے حوالے سے سارے مسائل بتائے جائیں۔

''مرد کا ستر ناف کے متصل نیچے سے لے کر گھٹنے تک ہے، گھٹنے ستر میں شامل ہیں، اس حصے کا چھپانا فرض ہے، اور کسی فرض حکم کی تعمیل میں کوتاہی کرنا سخت گناہ کا کام ہے، کسی کے سامنے اس حصہ بدن کو بلا ضرورتِ شرعیہ کھولنا جائز نہیں اور کسی مرد کے لیے دوسرے مرد کے اس حصہ ستر کو دیکھنا بھی جائز نہیں''۔ صرف زندہ نہیں کسی مردہ کے ستر پر بھی نگاہ مت ڈالو۔ یہی وجہ ہے کہ جب مردے کو غسل دیا جاتا ہے تو پورے غسل کے دوران اس کے ستر کو چھپایا جاتا ہے اس کے ستر کو ڈھانپ کے رکھا جاتا ہے۔ ایک حدیث مبارکہ میں ہے :

يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِذَا كَانَ أَحَدُنَا خَالِيًا، قَالَ: اللَّهُ أَحَقُّ أَنْ يُسْتَحْيَا مِنْهُ مِنَ النَّاسِ (سنن ابی داؤد، رقم الحديث: 4017)

اللہ کے رسول ﷺ سے صحابی نے پوچھا! جب ہم میں سے کوئی تنہا خالی جگہ میں ہو (تو کیا ستر کھول سکتا ہے) تو آپ ﷺ نے فرمایا : ''لوگوں کے بہ نسبت اللہ زیادہ حقدار ہے کہ اس سے شرم کی جائے''۔

اللہ تو ہر وقت تمہارے ساتھ ہے تو بلا ضرورت ستر کو کھولنے کی اجازت نہیں۔ تو یہ ہے ستر کی اہمیت! لیکن اس قدر لاعلمی ہے ہمارے ہاں کہ آپ اکثر دیکھیں گے کہ جوان مرد ہیں لیکن شارٹس پہنے ہوئے ہیں، نیکر پہنی ہوئی ہیں، گھٹنے ننگے ہیں اور وہ گھوم گھام رہے ہوتے ہیں، فٹ بال میچز کھیلے جا رہے ہیں، ہاکی کا میچ کھیلا جا رہا ہے، نیکر پہنی ہوئی ہے۔ گھروں میں مائیں اور بہنیں بھی میچ دیکھ رہی ہیں، کوئی شرم نہیں، کوئی حیا نہیں، کوئی پتہ ہی نہیں ہے۔

''عورت کا ستر اپنے محرم مردوں سے یہ ہے کہ (1) چہرے کی ٹکیہ (2) دونوں ہتھیلیاں (3) دونوں پاؤں (قدم) اس کے علاوہ اس کا پورا جسم ستر میں شامل ہے''۔ یعنی اس کو اپنے والد سے بال بھی چھپانے ہیں، والد کے سامنے ایسا ڈوپٹہ پہن کر نہیں آنا کہ جس سے بال ظاہر ہو رہے ہوں۔ ستر کا یہ اہتمام نماز میں نہ صرف ضروری ہے، بلکہ اس کے کھلے ہونے کی حالت میں نماز نہیں ہوتی۔

2. لباس اتنا باریک نہ ہو کہ جس سے ستر چھلک رہا ہو

لباس ایسا دبیز ہو کہ جس سے واقعی ستر چھپ جائے، ایسا باریک نہ ہو کہ جسم نظر آنے لگے اور نہ اتنا چست ہو کہ بدن کے جن اعضا کو چھپانا ضروری ہے ان میں سے کسی کی بناوٹ اور حجم نظر آ جائے، لہٰذا اگر باریک کپڑا اتنا باریک ہو کہ اس سے ستر نظر آتا ہو تو اُسے پہن کر نماز ادا کرنے سے نماز نہیں ہوتی، الا یہ کہ اس کے اوپر کوئی بڑی چادر اوڑھ کر نماز ادا کی جائے۔

3. لباس اتنا چُست نہ ہو کہ اعضائے جسمانی نمایاں ہو رہے ہوں

جیسے بڑی ٹائیٹ پتلون ہوتی ہے، پتلون پہن کر بھی محسوس ہوتا ہے کہ آدمی کے جسم کے خدوخال نمایاں ہو رہے ہیں۔ یہ بھی غیر ساتر لباس ہے۔ رکوع اور سجدہ میں جب جاتے ہیں تو یہ اعضا اور زیادہ نمایاں ہو جاتے ہیں۔ ڈھیلا ڈھالا لباس ہونا چاہیے۔ اگر لباس اتنا چست اور تنگ ہو کہ اس سے مستورہ اعضا کی بناوٹ اور حجم نظر آتا ہو تو اس کو پہننا، اسے پہن کر نماز پڑھنا، باہر نکلنا، لوگوں کو دکھانا سب ناجائز ہے اور اس حالت میں دوسروں کا اسے دیکھنا بھی ممنوع ہے۔

۴۔ خود نمائی کے لیے لباس میں اسراف نہ ہو

صرف نمود و نمائش کے لیے، اپنے آپ کو نمایاں کرنے کے لیے انسان لباس کے اوپر لاکھوں روپے خرچ کر دے۔ دوکاندار بتاتے ہیں جو عورتوں کے کپڑے فروخت کرتے ہیں ان کی دوکانوں پر عورتیں آتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ہمیں مہنگے سے مہنگا جوڑا دکھاؤ جو آج تک کسی نے نہ پہنا ہو۔ مقصود کیا ہوتا ہے کہ جب میں وہ جوڑا پہنوں تو سب کے سامنے نمایاں ہو جاؤں، تو یہ اسراف ہے پیسہ کی بربادی ہے۔

۵۔ لباس میں تکبر کا اظہار نہ ہو

دورِ نبوی میں تکبر کا اظہار یہ تھا کہ جو جُبّہ پہنا جاتا تھا وہ اتنا بڑا ہوتا تھا کہ زمین پر گھسٹ رہا ہوتا تھا۔ یا پاجامہ وغیرہ ایسا پہنا جاتا تھا کہ وہ ٹخنوں کے نیچے بھی جاتا تھا۔ حرام کر دیا گیا ہے مردوں کے لیے کہ اگر وہ ایسا لباس پہنتے ہیں جو ٹخنوں سے نیچے جا رہا ہے۔ صحیح بخاری میں حدیث نمبر 5787 ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فَفِي النَّارِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''تہبند کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے لٹکا ہو وہ جہنم میں ہوگا۔''

ٹخنوں سے نیچے تہبند شلوار، پاجامہ، قمیص وغیرہ لٹکانا جبکہ تکبر، گھمنڈ اور خود پسندی کے لیے ہو، حرام ہے، لیکن اگر بلا تکبر و غرور لٹکاتا ہے، تو وہ اسلامی آداب کے منافی ہے، اس لیے بعض روایات میں اس کو بلا قید ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔

۶۔ مرد عورتوں کا سا اور عورتیں مردوں کا سا لباس نہ پہنیں

سنن ابی داود، کتاب اللباس حدیث نمبر 4098 ہے کہ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ، وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس مرد پر جو عورتوں کا لباس پہنتا ہے اور اس عورت پر جو مردوں کا لباس پہنتی ہے لعنت فرمائی ہے۔

۷۔ مرد خالص ریشمی لباس سے اجتناب کریں

سنن ترمذی، کتاب اللباس حدیث نمبر 1720 ہے کہ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: حُرِّمَ لِبَاسُ الْحَرِيرِ وَالذَّهَبِ عَلَى ذُكُورِ أُمَّتِي، وَأُحِلَّ لِإِنَاثِهِمْ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ریشم کا لباس اور سونا میری امت کے مردوں پر حرام ہے اور ان کی عورتوں کے لیے حلال کیا گیا ہے''۔

اگر سرخ رنگ کے ساتھ کوئی اور دھاریاں بھی ہیں تو ٹھیک ہے اس کی اجازت ہے لیکن خالص سرخ رنگ کا لباس پہننے کی مرد کو اجازت نہیں ہے۔

شیطان کا ایجنڈا

اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس حوالے سے بار بار ہدایات دی ہے: يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۭ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ۭ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿٢٦﴾ ''اے آدم کے بیٹو! ہم نے تمہارے لیے وہ لباس نازل کیا ہے یعنی ہم نے تمہیں وہ لباس عطا کیا ہے جس میں دو خوبیاں ہیں وہ تمہاری شرمگاہوں کو چھپانے کے لیے ہے، تمہارے ستر کو ڈھانپنے کے لیے اور اس میں تمہارے لیے آرائش بھی ہے، زیبائش بھی ہے، سجاوٹ بھی ہے، حسن بھی ہے اور تقویٰ کا لباس وہ سب سے بہتر ہے، یہ اللہ کی آیتیں ہیں تاکہ وہ ان کو یاد رکھیں''۔

یہ آیتیں صرف اس لیے نہیں ہے کہ ان کو پڑھ کے ان کی تلاوت کر لیا کرو، تلاوت کر کے ثواب لے لو یا ایصال ثواب کر لیا کرو۔ قرآن مجید صرف حصول ثواب یا ایصال ثواب کی کتاب نہیں ہے، ہدایت کی کتاب ہے۔ یہ اللہ کی آیتیں ہیں تاکہ وہ ان کو یاد رکھیں۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ''اے آدم کے بیٹو! دیکھنا کہیں تمہیں شیطان فتنے میں نہ ڈال دے جیسے کہ اس نے تمہارے ماں باپ کو آدم اور اماں حوا کو جنت سے نکلوا دیا تھا، جنت میں اس نے کیا کیا تھا، فرمایا وہ ان سے ان کے لباس اتروا رہا تھا تاکہ ان کو ان کی شرمگاہیں دکھائے۔''

یہ سورۃ الاعراف کا تیسرا رکوع ہے، دوسرے رکوع میں قصہ آدم و ابلیس تفصیل کے ساتھ آیا۔ اس میں پوری تفصیل موجود ہے۔ ایک استعارہ کے طور پر کہا گیا ہے کہ ایک درخت کا پھل اللہ نے آدم علیہ السلام کے لیے ممنوع کیا تھا شیطان نے ان کو بہلا پھسلا کر وہ پھل کھانے پر آمادہ کر لیا لیکن جیسے ہی آدم اور اماں حوا نے وہ پھل کھایا ان دونوں پر شرمگاہیں کھل گئیں۔ یعنی کوئی ایسا کام کیا ہے شیطان نے کہ جس کی وجہ سے ان دونوں کے جنسی جذبات کو تحریک ملی، ورنہ اس سے پہلے وہ جنسی جذبات کے حوالے سے مشتعل نہیں تھے۔ لیکن ایک دم ایسا ہوا کہ ان کو اپنی شرمگاہوں کا اپنے جنسی جذبات کا احساس ہوا۔ فرمایا کہ جیسے شیطان نے تمہارے ماں باپ کا لباس اتروایا تھا جنت میں، اسی طرح سے وہ تمہارا لباس بھی اتروائے گا۔

اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ۭ ''بے شک وہ اور اس کا قبیلہ تمہیں وہاں سے دیکھتے ہیں جہاں سے تم ان کو نہیں دیکھ سکتے۔''

وہ جنات میں سے ہیں جنات تمہیں نظر نہیں آتے لیکن تم ان کو نظر آتے ہو۔ شیطان اور اس کا پورا ٹولہ ہے وہ تمہیں وہاں سے دیکھتا ہے جہاں سے تم ان کو نہیں دیکھ سکتے۔

(جاری ہے۔۔۔)

ماہِ محرم الحرام : اسلامی سال کا آغاز

امین اللہ معاویہ

فاضل جامعہ الصفہ، ومعاون شعبہ تصنیف و تالیف، قرآن اکیڈمی، یاسین آباد

اسلامی سال کا آغاز جس ماہ سے ہوتا ہے وہ محرم الحرام ہے۔ یہ مہینہ عظمتوں، قربانیوں، تاریخ ساز واقعات اور روحانی پیغامات سے لبریز ہے۔ یہ صرف ایک تقویمی تبدیلی نہیں بلکہ ایک فکری بیداری اور روحانی محاسبہ کی دعوت ہے۔ بدقسمتی سے آج کی مسلم دنیا میں ہجری قمری مہینوں سے عمومی غفلت پائی جاتی ہے، اور مغربی تقاویم و رسوم نے اسلامی شعور کو دھندلا دیا ہے۔

اسلامی کیلنڈر: محض تاریخ نہیں، تہذیبی شناخت

قمری ہجری تقویم (ماہ و سال) کو بعض ممالک میں اسلامی تقویم بھی کہا جاتا ہے۔ ہجری تقویم سے مراد تواریخ کا حساب حضرت محمد ﷺ کی مدینہ کی طرف ہجرت سے لگانا ہے۔ اگرچہ نبی ﷺ کی ہجرت ربیع الاول میں ہوئی تھی، لیکن اسلامی سال کا آغاز محرم الحرام سے کیا گیا کیونکہ یہ مہینہ زمانہ جاہلیت میں بھی سال کا آغاز سمجھا جاتا تھا۔ اس طرح اسلامی سال کا آغاز محرم الحرام سے ہوتا ہے۔

ہجری قمری تقویم کے مہینے، ایام اور تاریخیں صرف عبادات کے تعین کے لیے نہیں بلکہ ایک دینی و تہذیبی شعور کی علامت ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں جب اسلامی ریاست کو باقاعدہ تاریخ کی ضرورت پیش آئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورے سے ہجرتِ مدینہ کو اسلامی کیلنڈر کی بنیاد قرار دیا گیا۔ اسلامی مہینوں کی پہچان، ان کا استعمال، اور ان کے مطابق زندگی گزارنا ہماری دینی غیرت کا تقاضا ہے۔

جیسا کہ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ تھانوی نے اپنی تفسیر ''بیان القرآن'' میں فرمایا:

''البتہ چونکہ احکام شرعیہ کا مدار حساب قمری پر ہے، اس لیے اس کی حفاظت ''فرض علی الکفایہ'' ہے، پس اگر ساری امت دوسری اصطلاح کو اپنا معمول بنالے، جس سے حساب قمری ضائع ہو جائے تو سب گنہگار ہوں گے اور اگر وہ محفوظ رہے تو دوسرے حساب کا استعمال بھی مباح ہے، لیکن سنتِ سلف کے خلاف ضرور ہے اور حسابِ قمری کا برتنا بوجہ اُس کے فرض کفایہ ہونے کے لابُدَّ افضل و احسن ہے۔''

اسلامی سال کا اندازِ استقبال

دنیا میں اکثر اقوام نئے سال کی آمد پر جشن، آتش بازی اور رقص و سرور کا اہتمام کرتی ہیں۔ لیکن اسلام کا مزاج اس کے برعکس ہے۔ اسلامی نیا سال محاسبۂ نفس، دعا، استغفار اور نیک عزائم کے ساتھ شروع ہوتا ہے۔

نیا سال ہمیں دینی اور دنیوی دونوں میدانوں میں اپنا محاسبہ کرنے کی طرف متوجہ کرتا ہے کہ ہماری زندگی کا جو ایک سال کم ہو گیا ہے اس میں ہم نے کیا کھویا اور کیا پایا۔

ہمیں عبادات، معاملات، اعمال، حلال و حرام، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے میدان میں اپنی زندگی کا محاسبہ کر کے دیکھنا چاہیے کہ ہم سے کہاں کہاں غلطیاں ہوئیں! اس لیے کہ انسان دوسروں کی نظروں سے تو اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں کو چھپا سکتا ہے، لیکن خود کی نظروں سے نہیں بچ سکتا۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ «حَاسِبُوْا أَنْفُسَكُمْ قَبْلَ أَنْ تُحَاسَبُوْا» (ترمذی، رقم الحدیث: 2459) ترجمہ: تم خود اپنا محاسبہ کرو قبل اس کے کہ تمہارا حساب کیا جائے۔

اور اپنی خود احتسابی اور جائزے کے بعد اس کے تجربات کی روشنی میں بہترین مستقبل کی تعمیر اور تشکیل کے منصوبے میں منہمک ہونا ہوگا کہ کیا

ہماری کمزوریاں رہی ہیں اوران کوکس طرح دور کیا جاسکتا ہے، دور نہ سہی توکیسے کم کیا جاسکتا ہے۔
انسان غلطی کا پتلا ہے اس سے غلطیاں توہوں گی ہی، کسی غلطی کا ارتکاب توبرا ہے ہی، اس سے بھی زیادہ برا یہ ہے کہ اس سے سبق حاصل نہ کیا جائے اوراسی کا ارتکاب کیا جاتا رہے۔ یہ منصوبہ بندی دینی اور دنیوی دونوں معاملات میں ہو جیساکہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:
«اغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ: شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ وَصِحَّتَكَ قَبْلَ سَقَمِكَ وَغِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ وَحَيَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ» (مشكاة المصابيح، رقم الحديث: 5174)
ترجمہ: پانچ چیزوں سے پہلے پانچ چیزوں کو غنیمت جان لو (۱) اپنی جوانی کو بڑھاپے سے پہلے (۲) اپنی صحت وتندرستی کو بیماری سے پہلے (۳) اپنی مالداری کو فقروفاقے سے پہلے (۴) اپنے خالی اوقات کو مشغولیت سے پہلے (۵) اپنی زندگی کو موت سے پہلے۔
معلوم یہ ہواکہ ہر نئے سال کی آمد ایک حقیقی انسان کو خوشی کے بجائے بے چین کردیتا ہے، اس لیے کہ اس کو اس بات کا احساس ہوتا ہے میری عمر رفتہ رفتہ کم ہورہی ہے اور برف کی طرح پگھل رہی ہے۔ وہ کس بات پر خوشی منائے، بلکہ اس سے پہلے کہ زندگی کا سورج ہمیشہ کے لیے غروب ہوجائے کچھ کرلینے کی تمنا اس کو بے قرار کردیتی ہے۔ اس کے پاس وقت کم اور کام زیادہ ہوتا ہے۔ ہمارے لیے نیا سال وقتی لذت یا خوشی کا وقت نہیں، بلکہ گزرتے ہوئے وقت کی قدر کرتے ہوئے آنے والے لمحاتِ زندگی کا صحیح استعمال کرنے کے عزم وارادے کا موقع ہے، اوراز سر نو عزائم کو بلند کرنے اور حوصلوں کو پروان چڑھانے کا وقت ہے۔
نبی کریم ﷺ ہر نئے چاند کے موقع پر یہ دعا فرماتے:
«اللهُمَّ أَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْيُمْنِ وَالْإِيمَانِ، وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ، رَبِّي وَرَبُّكَ اللهُ»(مسند أحمد بن حنبل، رقم الحديث: ١٣٩٧)
ترجمہ: اے اللہ! اس پہلی رات کے چاند کو امن وسلامتی اور ایمان واسلام کے ساتھ ہم پر طلوع فرما، (اے چاند!) میرا اور تمہارا رب اللہ تعالیٰ ہی ہے۔
یہ دعا نہ صرف خیر وبرکت کا اظہار ہے بلکہ ہمیں یاد دلاتی ہے کہ ہر نئے سال یا نئے مہینہ کی آمد پر ہم اپنے وقت کو اللہ کی مرضی کے مطابق گزارنے کا عہد کریں۔

محرم الحرام کی فضیلت اورشرعی پہلو

محرم الحرام کا مہینہ قابلِ احترام اور عظمت والا ہے۔ اس میں دس محرم الحرام کے روزے کی بڑی فضیلت وارد ہوئی ہے۔ رمضان کے علاوہ باقی گیارہ مہینوں کے روزوں میں محرم کی دسویں تاریخ کے روزے کا ثواب سب سے زیادہ ہے، اوراس ایک روزے کی وجہ سے گزرے ہوئے ایک سال کے گناہِ صغیرہ معاف ہوجاتے ہیں۔ اس کے ساتھ نویں یا گیارہویں تاریخ کا روزہ رکھنا بھی مستحب ہے۔
اوریومِ عاشورہ کے علاوہ اس پورے مہینے میں بھی روزے رکھنے کی فضیلت احادیث میں وارد ہوئی ہے، اور آپ ﷺ نے ماہِ محرم میں روزہ رکھنے کی ترغیب دی ہے۔
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: افضل ترین روزے رمضان کے بعد ماہ محرم کے ہیں، اور فرض کے بعد افضل ترین نماز رات کی نماز ہے۔ اوراس حدیث مبارکہ میں محرم کو ”اللہ کا مہینہ“ کہا گیا ہے:
«أَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللهِ الْمُحَرَّمُ، وَأَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ صَلَاةُ اللَّيْلِ» (صحيح مسلم، رقم الحديث: 2755)
ترجمہ: رمضان کے روزوں کے بعد سب سے افضل اللہ کے مہینہ محرم کے روزے ہیں، اورفرض نماز کے بعد سب سے افضل رات کی نماز (تہجد) ہے۔
اسی طرح عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:
«مَنْ صَامَ يَوْمَ عَرَفَةَ كَانَ لَهُ كَفَّارَةَ سَنَتَيْنِ، وَمَنْ صَامَ يَوْمًا مِنَ الْمُحَرَّمِ فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ ثَلَاثُونَ يَوْمًا»(مجمع صغير للطبرانى، رقم الحديث: 397)
ترجمہ: جو شخص یومِ عرفہ کا روزہ رکھے گا تواس کے دو سال کے (صغیرہ) گناہوں کا کفارہ ہوجائے گا اور جو شخص محرم کے مہینہ میں ایک روزہ رکھے گا، اس کو ہر روزہ کے بدلہ میں تیس روزوں کا ثواب ملے گا۔

یومِ عاشورہ کا روزہ:

عاشورہ (دسویں محرم) کا روزہ ابتدائے اسلام میں فرض تھا، لیکن رمضان کے روزوں کے فرض ہونے کے بعد اس کی فرضیت منسوخ ہوگئی، البتہ نبی کریم ﷺ نے رمضان کے روزے فرض ہونے کے بعد بھی اس روزے کا اہتمام فرمایا ہے، اس لیے اس کا رکھنا مسنون و مستحب ہے، اور یہ روزہ پچھلے ایک سال کے گناہوں کا کفارہ بنتا ہے۔

وفات سے پہلے والے سال جب رسول اکرم ﷺ کو بتلایا گیا کہ یہود بھی شکرانہ کے طور پر عاشورہ کا روزہ رکھتے ہیں تو آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ ''اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو نویں کا روزہ بھی رکھوں گا''۔ جب کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ''عاشورہ کے دن روزہ رکھو اور یہود کی مخالفت کرو، اس سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد کا روزہ بھی رکھو''۔

لہٰذا فقہاء کرام نے عاشورہ کے ساتھ نو محرم کے روزہ کو مستحب قرار دیا ہے، اور مشابہتِ یہود کی بنا پر صرف عاشورہ کا روزہ رکھنے کو مکروہِ تنزیہی قرار دیا ہے، اس لیے دسویں کے ساتھ نویں یا گیارہویں کا روزہ رکھنا بھی بہتر ہے، تاکہ اس عبادت کی ادائیگی میں یہود کے ساتھ مشابہت نہ رہے، تاہم اگر کسی بنا پر تین یا دو روزے رکھنا دشوار ہو تو صرف عاشورہ کا روزہ رکھ لینا چاہیے، تاکہ اس کی فضیلت سے محرومی نہ ہو۔

اہلِ خانہ پر خرچ میں وسعت:

عاشوراء (دس محرم) کے روز اپنے اہل و عیال پر رزق میں وسعت اور فراوانی کی ترغیب آئی ہے۔

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ وَسَّعَ عَلَى عِيَالِهِ فِي النَّفَقَةِ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَسَّعَ اللَّهُ عَلَيْهِ سَائِرَ سَنَتِهِ». قَالَ سُفْيَانُ: إِنَّا قَدْ جربناه فوجدناه كَذَلِك.(مشكاة المصابيح، رقم الحديث: 1926)

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ راویت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص عاشورہ کے دن اپنے اہل و عیال کے خرچ میں وسعت اختیار کرے تو اللہ تعالیٰ سارے سال اس کے مال وزر میں وسعت عطا فرمائے گا۔ حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس کا تجربہ کیا تو ایسا ہی پایا۔

بدعات، رسومات اور حقیقتِ شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ:

محرم الحرام میں سوگ کرنے کا حکم ہے اور ایک اور چیز جس کا رواج عام طور پر بہت زیادہ ہو چکا ہے کہ یہ غم کا مہینہ ہے، اس مہینے میں خوشی نہیں منانی چاہیے، کیونکہ اس مہینے میں نواسۂ رسول حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے خاندان کے چھوٹوں اور بڑوں کو ظالمانہ طور پر نہایت بے دردی سے شہید کردیا گیا تھا۔ اس واقعے کو بنیاد بنا کر جو رسومات، ماتم، خود اذیتی، اور غیر شرعی مظاہرے کیے جاتے ہیں، وہ نہ صرف اسلام کی روح کے خلاف ہیں بلکہ خود حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی سیرت کے بھی منافی ہیں۔ ان کے ساتھ اظہارِ ہمدردی میں غم منانا، سوگ کرنا اور ہر خوشی والے کام سے گریز کرنے کو ضروری سمجھنا، سوچنا تو یہ ہے کہ ہمیں اس بارے میں شریعت کی طرف سے کیا رہنمائی ملتی ہے۔

اس بارے میں سب سے پہلے علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول ملاحظہ کرتے ہیں:

ترجمہ: ''ہر مسلمان کے لیے مناسب یہ ہے کہ اس کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ غمگین کردے، اس لیے کہ وہ مسلمانوں کے سردار اور اہلِ علم صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ جنابِ رسول اللہ ﷺ کی سب سے افضل لختِ جگر کے بیٹے یعنی آپ ﷺ کے نواسے تھے، آپ عبادت کرنے والے، بڑے بہادر اور بہت زیادہ سخی تھے۔

آپ کے والد (حضرت علی کرم اللہ وجہہ) آپ سے زیادہ افضل تھے، اُن کو چالیس ہجری سترہ رمضان جمعہ کے دن جب کہ وہ اپنے گھر سے نمازِ فجر کے لیے تشریف لے جا رہے تھے، شہید کردیا گیا۔ اسی طرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اہلِ سنت والجماعت کے نزدیک حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے افضل ہیں، جنھیں چھیالیس ہجری عیدالاضحیٰ کے بعد انہی کے گھر میں شہید کردیا گیا، لیکن لوگوں نے ان کے قتل کے دن کو بھی اس طرح ماتم نہیں کیا۔ اسی طرح حضرت عمر بن خطاب ان دونوں حضرات (حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما) سے افضل ہیں، جن کو مسجد کے محراب میں نماز کی حالت میں جب کہ وہ قراءت کر رہے تھے، شہید کردیا گیا، لیکن ان کے قتل کے دن بھی اس طرح ماتم نہیں کیا جاتا۔ اور جناب نبی اکرم ﷺ جو دنیا و آخرت

میں بنی آدم کے سردار ہیں، ان کی وفات کے دن کو بھی کسی نے ماتم کا دن قرار نہیں دیا۔'' (البداية والنهاية، سنة إحدى وستين، فصل: في الإخبار بمقتل الحسين بن علي رضي الله عنه، ج: ۱۱، ص: ۵۷۹، دار الهجر للطباعة والنشر والتوزيع)

اس قول کو ملاحظہ کرنے کے بعد یہ سمجھنا چاہیے کہ ''شہادت'' کا مرتبہ خوشی کا ہے یا غم اور سوگ کا! تعلیماتِ نبویہ ﷺ سے تو یہ سبق ملتا ہے کہ شہادت کا حصول تو بے انتہا سعادت کی بات ہے۔ **حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا شوقِ شہادت:** یہی وجہ تھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مستقل حصولِ شہادت کی دعا مانگا کرتے تھے۔ (صحيح البخاري، رقم الحديث: ۱۸۹۰)

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا شوقِ شہادت: حضرت خالد بن ولید جنہیں بارگاہِ رسالت سے ''سیف اللہ'' کا خطاب ملا تھا، وہ ساری زندگی شہادت کے حصول کی تڑپ لیے ہوئے قتال فی سبیل اللہ میں مصروف رہے، لیکن اللہ کی شان انہیں شہادت نہ مل سکی، تو جب ان کی وفات کا وقت آیا تو پھوٹ پھوٹ کے رو پڑے کہ میں آج بستر پر پڑا ہوا اونٹ کے مرنے کی طرح اپنی موت کا منتظر ہوں۔ (البدايه والنهايه، سنة احدى وعشرين، ذكر من توفى احدى وعشرين، ج: ۷، ص: ۱۱۴، مكتبة المعارف، بيروت)

جناب رسول اللہ ﷺ کا شوقِ شہادت: شہادت تو ایسی عظیم سعادت اور دولت ہے، جس کی تمنا خود جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنے لیے کی اور امت کو بھی اس کی ترغیب دی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جس میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میں چاہتا ہوں کہ میں اللہ کے راستے میں جہاد کروں، پھر شہید کر دیا جاؤں، (پھر مجھے زندہ کر دیا جائے) پھر میں اللہ کے راستے میں جہاد کروں اور شہید کر دیا جاؤں (پھر مجھے زندہ کر دیا جائے) پھر میں اللہ کے راستے میں جہاد کروں اور پھر شہید کر دیا جاؤں''۔ (صحيح البخاري، رقم الحديث: 2797)

الغرض یہاں تو صرف یہ دکھلانا مقصود ہے کہ شہادت تو ایسی نعمت ہے جس کے حصول کی شدت سے تمنا کی جاتی تھی، یہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس پر افسوس اور غم منایا جائے، اگر اس عمل کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو پھر ہمیں بتلایا جائے کہ پورے سال کا ایسا کون سا دن ہے جس میں کسی نہ کسی صحابیِ رسول کی شہادت نہ ہوئی ہو، کتب تاریخ اور سیر کو دیکھ لیا جائے، ہر دن میں کسی نہ کسی کی شہادت مل جائے گی، جس کا مقتضا یہ ہے کہ اس دن کو اظہارِ غم اور افسوس بنایا جائے۔

نیز! اس بات کو بھی دیکھا جائے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں بھی تو کئی عظیم اور نبی ﷺ کی محبوب شخصیات کو شہادت ملی، لیکن کیا ہمارے پیارے نبی ﷺ نے بھی ان کی شہادت کے دن کو اس طرح منایا! نہیں! بالکل نہیں! تو پھر کیا ہم اپنے نبی ﷺ سے زیادہ غم محسوس کرنے والے ہیں!

ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ: شہادت پر صبر سنت ہے، ماتم نہیں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے دین کی سربلندی کے لیے جان دی، نہ کہ کسی رسم یا سوگ کے لیے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دیگر شہادتیں (حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہم) بھی ہوئیں، مگر انہیں منانے کا کوئی طریقہ ایجاد نہیں ہوا۔ خدارا! ہم اپنے اعمال کا جائزہ لیں اور اس قسم کی رسومات اور فضول اعمال سے بچنے کی مکمل کوشش کریں۔ اور ہمیں چاہیے کہ خوب احتیاط برتیں، ان رسومات سے علیحدہ رہیں، اس لیے کہ ان میں شرکت حرام ہے۔

محرم میں شادی: شرعی موقف

جیسا کہ اوپر ذکر کی گئی تفصیل کے مطابق اس ماہِ مبارک میں سوگ کرنا بالکلیہ بے اصل اور دین کے نام پر دین میں زیادتی ہے، جس کا ترک لازم ہے۔ لہٰذا جب سوگ جائز نہیں ہے تو پھر شرعاً اس مہینے میں شادی کرنے کی کوئی ممانعت نہیں ہے۔

بلکہ عجیب بات تو یہ ہے کہ امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے شادی اسی ماہِ مبارک میں ہوئی۔

بعض لوگ محرم میں شادی کو منحوس خیال کرتے ہیں، حالانکہ یہ محض توہم پرستی ہے۔ دینِ اسلام میں کسی مہینے کو منحوس سمجھنا درست نہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے نحوست کے تمام غیر شرعی عقائد کی تردید فرمائی:

قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ، وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ» (صحيح البخاري، رقم الحديث: 5707)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چھوت لگنا، بدشگونی لینا، الو کا منحوس ہونا اور صفر کا منحوس ہونا یہ سب لغو خیالات ہیں۔

ماہِ مبارک محرم الحرام میں شادی کرنے کو نامبارک اور ناجائز سمجھنا سخت گناہ اور اہل سنت کے عقیدے کے خلاف ہے۔ اسلام نے جن چیزوں کو حلال اور جائز قرار دیا ہو، اعتقاداً یا عملاً ان کو ناجائز اور حرام سمجھنے کا عقیدہ یا ذہن رکھنا ہی گناہ ہے، بلکہ ایمان کا خطرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے کسی دن یا زمانے میں کسی قسم کی نحوست نہیں رکھی گئی۔ لہٰذا محرم میں نکاح کرنا جائز، مستحب اور سنتِ نبوی کے عین مطابق ہے۔

خلاصہ مضمون

محرم الحرام، ایک تجدید عہد کا مہینہ ہے۔ یہ ہمیں دعوت دیتا ہے کہ ہم اپنے ماضی کا جائزہ لیں، بدعات و خرافات سے دور رہیں، اپنی عبادات کو مضبوط کریں، شہداء اسلام کی قربانیوں کو عملی زندگی میں اپنائیں، اسلامی تقویم کو اپنی ذاتی، گھریلو، اور اجتماعی زندگی کا حصہ بنائیں۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں محرم الحرام کی قدر کرنے، اس کے شرعی احکام پر عمل کرنے، اور دین کی روح اور سنت نبوی ﷺ کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرما۔ اور ہمیں بدعات سے محفوظ رکھ، اور حق کے لیے کھڑے ہونے کا حوصلہ عطا فرما، آمین۔

شان عمر فاروق رضی اللہ عنہ

فاروق! فخرو ناز رسالت تم ہی تو ہو — سرمایہ خلوص و محبت تم ہی تو ہو
حقا دعائے قلب نبوت تم ہی تو ہو — واللہ کبریا کی مشیت تم ہی تو ہو
ہے فخر مصطفےٰ کو تیرے صدق عشق پر — نازاں ہے جس پہ تخت خلافت تم ہی تو ہو
ملت کو تیری ذات سے حاصل ہوا عروج — دین ہدیٰ کی عزت و عظمت تم ہی تو ہو
سینوں سے کرکے دور کدورت کو رنج کو — جس نے دیا پیام محبت تم ہی تو ہو
کفار کے دلوں میں ہے اب تک ترا ہی خوف — مشہور خلق جس کی ہے ہیبت تم ہی تو ہو
تسخیر مصر شام اور ایران و روم سے — جس کی عیاں ہے شوکت و سطوت تم ہی تو ہو
تدبیر و عقل و حکمت و دانش سے بے شبہ — جس نے مٹائے کفر و ضلالت تم ہی تو
تم ہی رہے مدام شریعت پر گامزن — لاریب زیب تخت خلافت تم ہی تو ہو
دے کر شہ ایران کی دختر حسین کو — جس نے دیا ثبوت محبت تم ہی تو ہو
صدیق جان نثار کی مانند بعد مرگ — جس کو ملا ہے شرف معیت تم ہی تو ہو
عشق خدا عشق رسول خدا کے بعد — عابد کے دل میں جس کی ہے الفت تم ہی تو

عابدؔ رحمانی الفاروقی

دجال اور سورۃ الکھف۔۔ (چھٹی قسط)

حافظ حذیفہ محمود

فاضل جامعہ الصفہ واستاذ قرآن اکیڈمی یاسین آباد

دجال، کائنات کا عظیم ترین فتنہ اور سورۃ الکھف
امکانات، خطرات اور تدابیر قرآن وسنت کے آئینے میں

ابتدائی اقساط میں ہم نے دجال کا تعارف اور دجال فتنے کے نمایاں خدوخال کا تذکرہ کیا تھا، اس ضمن میں ہم نے دجال کی موجودہ حالت اور اس کے خروج کے مقام کا تذکرہ بھی کیا تھا نیز ہم نے قرآن وسنت کی روشنی میں اُن شخصیات پر تجزیہ و تبصرہ کیا تھا، جن سے متعلق ماضی میں دجال ہونے کا دعوی مشہور کیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ گذشتہ قسط میں ہم نے احادیثِ نبویہ ﷺ کی روشنی میں دجالی فتنے کی طاقت کو سمجھنے کی کوشش کی تھی، اس قسط میں ہم دجال کا قتل، دجالی فتنے سے بچاؤ کے طریقہ کار اور اس فتنے سے متعلق چند اہم اور بنیادی سوالات اور توہمات کو حل کرنے کی کوشش کریں گے۔

دجال کا قتل اور اس سے پہلے کے حالات:

عَنْ أَسِيرِ بْنِ جَابِرٍ، قَالَ: هَاجَتْ رِيحٌ حَمْرَاءُ بِالْكُوفَةِ، فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، وَلَيْسَ لَهُ هِجِّيرَى: أَلَا يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ جَاءَتِ السَّاعَةُ، قَالَ: وَكَانَ عَبْدُ اللهِ مُتَّكِئًا فَقَعَدَ، فَقَالَ: «إِنَّ السَّاعَةَ لَا تَقُومُ حَتَّى لَا يُقْسَمَ مِيرَاثٌ، وَلَا يُفْرَحَ بِغَنِيمَةٍ عَدُوٍّ، يَجْمَعُونَ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ وَيَجْمَعُ لَهُمْ أَهْلُ الْإِسْلَامِ»- وَنَحَّا بِيَدِهِ نَحْوَ الشَّامِ- قُلْتُ: الرُّومَ تَعْنِي؟ قَالَ: "نَعَمْ، وَيَكُونُ عِنْدَ ذَاكُمُ الْقِتَالُ رِدَّةً شَدِيدَةً، فَيَتَشَرَّطُ الْمُسْلِمُونَ شُرْطَةً لِلْمَوْتِ لَا تَرْجِعُ إِلَّا غَالِبَةً، فَيَقْتَتِلُونَ حَتَّى يَحْجِزَ بَيْنَهُمُ اللَّيْلُ فَيَفِيءُ هَؤُلَاءِ وَيَفِيءُ هَؤُلَاءِ، كُلٌّ غَيْرُ غَالِبٍ وَتَفْنَى الشُّرْطَةُ، ثُمَّ يَتَشَرَّطُ الْمُسْلِمُونَ شُرْطَةً لِلْمَوْتِ لَا تَرْجِعُ إِلَّا غَالِبَةً، فَيَقْتَتِلُونَ حَتَّى يَحْجِزَ بَيْنَهُمُ اللَّيْلُ فَيَفِيءُ هَؤُلَاءِ وَهَؤُلَاءِ كُلٌّ غَيْرُ غَالِبٍ، وَتَفْنَى الشُّرْطَةُ ثُمَّ يَتَشَرَّطُ الْمُسْلِمُونَ شُرْطَةً لِلْمَوْتِ لَا تَرْجِعُ إِلَّا غَالِبَةً، فَيَقْتَتِلُونَ حَتَّى يُمْسُوا فَيَفِيءُ هَؤُلَاءِ وَهَؤُلَاءِ كُلٌّ غَيْرُ غَالِبٍ، وَتَفْنَى الشُّرْطَةُ، فَإِذَا كَانَ الرَّابِعُ نَهَدَ إِلَيْهِمْ بَقِيَّةُ أَهْلِ الْإِسْلَامِ فَيَجْعَلُ اللهُ الدَّائِرَةَ عَلَيْهِمْ، فَيَقْتُلُونَ مَقْتَلَةً عَظِيمَةً- إِمَّا قَالَ: لَمْ يُرَ مِثْلُهَا، وَإِمَّا قَالَ: لَنْ نَرَ مِثْلَهَا- حَتَّى إِنَّ الطَّائِرَ لَيَمُرُّ بِجَنَبَاتِهِمْ فَلَا يُخَلِّفُهُمْ حَتَّى يَخِرَّ مَيِّتًا، فَيَتَعَادُّ بَنُو الْأَبِ وَكَانُوا مِائَةً، فَلَا يَجِدُونَ بَقِيَ مِنْهُمْ إِلَّا الرَّجُلُ الْوَاحِدُ، فَبِأَيِّ غَنِيمَةٍ يُفْرَحُ أَوْ مِيرَاثٍ يُقَسَّمُ، قَالَ: فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ سَمِعُوا بِنَاسٍ هُمْ أَكْثَرُ مِنْ ذَاكَ جَاءَهُمُ الصَّرِيخُ أَنَّ الدَّجَّالَ قَدْ خَلَفَ فِي ذَرَارِيِّهِمْ، فَيَرْفُضُونَ مَا فِي أَيْدِيهِمْ وَيُقْبِلُونَ فَيَبْعَثُونَ عَشَرَةَ فَوَارِسَ طَلِيعَةً "، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي لَأَعْرِفُ أَسْمَاءَهُمْ وَأَسْمَاءَ آبَائِهِمْ، وَأَلْوَانَ خُيُولِهِمْ، هُمْ خَيْرُ فَوَارِسَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ يَوْمَئِذٍ» وَقَالَ: «هُمْ خَيْرُ مَنْ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ»

حضرت اسیر بن جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کوفہ میں سرخ آندھی چلی، ایک آدمی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، اس کے پاس سواری کے لیے اونٹ نہیں تھا، اس نے کہا: اے عبداللہ بن مسعود خبردار! قیامت آگئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے، اٹھ کر بیٹھ گئے اور کہنے لگے: قیامت سے پہلے میراث تقسیم ہوگی، اور دشمن کے مال غنیمت پر آدمی خوش نہیں ہوگا، دشمن اہل اسلام کے لیے مال غنیمت جمع کرے گا اور اہل اسلام ان کے لیے جمع کریں گے۔ اور انہوں نے اپنے ہاتھ سے شام کی جانب اشارہ کیا، میں نے کہا: آپ کی مراد "روم" ہے۔ انہوں نے کہا: جی ہاں، ان کے ساتھ تمہاری سخت جنگ ہوگی، مسلمان اپنے اوپر موت کی شرط رکھ لیں گے، اور یہ عہد کریں گے کہ ہم فتح حاصل کیے بغیر واپس نہیں لوٹیں گے، پھر وہ جنگ کریں گے، پھر رات ہو جائے گی، دونوں جماعتیں فتح یاب

ہوئے بغیر غنیمت حاصل کریں گی، اور وہ شرط ختم ہو جائے گی، مسلمان دوبارہ عہد کریں گے کہ فتح حاصل کیے بغیر ہم واپس نہیں پلٹیں گے، پھر ان میں جنگ چھڑے گی، پھر رات ہو جائے گی، پھر دونوں جماعتیں فتح حاصل کیے بغیر مال غنیمت حاصل کریں گی، اور وہ شرط پھر ختم ہو جائے گی، تیسرے دن پھر اسی طرح موت پر عہد کریں گے، اور فتحیاب ہوئے بغیر واپس نہ لوٹنے کا وعدہ کریں گے، شام تک جنگ کرتے رہیں گے، رات ہو جائے گی تو یہ دونوں جماعتیں پھر بھی برابر رہیں گی، کسی کو فتح نہیں ملے گی، چوتھے دن مسلمانوں کے ساتھ اور بھی مسلمان شامل ہو جائیں گے، اور اللہ تعالیٰ ان پر آزمائش نازل فرمائے گا، ان کے درمیان بہت گھمسان کی جنگ ہوگی، اس جیسی جنگ نہ پہلے کبھی ہوئی نہ کبھی بعد میں ہوگی، حتیٰ کہ کوئی پرندہ بھی میدان جنگ سے سلامت نہیں گزر پائے گا، ایک باپ کے سو بیٹے بھی ہوں گے تو ان میں سے صرف ایک باقی بچے گا، وہ کس غنیمت پر خوش ہوں گے، یا کون سی میراث ان کے درمیان تقسیم ہوگی، آپ فرماتے ہیں: وہ اسی کشمکش میں ہوں گے، کہ وہ کچھ لوگوں کی آوازیں سنیں گے، وہ چیخ چیخ کر کہہ رہے ہوں گے: دجال، ان کی اولادوں میں آچکا ہے، یہ سنتے ہی وہ اپنے ہاتھوں میں موجود سب کچھ پھینک دیں گے، اور ان کی طرف آجائیں گے، اور یہ لوگ دس گھڑ سواروں کی ایک جماعت بھیجیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں ان کے نام اور ان کے آبا کے ناموں کو جانتا ہوں، ان کے گھوڑوں کے رنگ کو جانتا ہوں، اس وقت روئے زمین کے شہسواروں میں سب سے افضل وہ لوگ ہوں گے۔ اور فرمایا: وہ لوگ اس وقت کے تمام انسانوں سے افضل ہوں گے۔[1]

دوسری روایات میں اگلا منظر بیان کیا جاتا ہے:

پس امام مہدی عجلت کو چھوڑ کو ملک کی خبر گیری کی غرض سے آہستگی اختیار فرمائیں گے اس میں کچھ عرصہ نہ گزرا ہوگا کہ دجال ظاہر ہو جائے گا اور قبل اس کے کہ وہ دمشق پہنچے حضرت امام مہدی دمشق آچکے ہوں گے اور جنگ کی پوری تیاری اور ترتیب فوج کر چکے ہوں گے اور اسباب حرب وضرب تقسیم کرتے ہوں گے کہ مؤذن عصر کی اذان دے گا لوگ نماز کے لیے تیاری میں مصروف ہوں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو فرشتوں کے کاندھوں پر تکیہ لگائے ہوئے آسمان سے دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی منارہ پر جلوہ افروز ہو کر آواز دیں گے کہ سیڑھی لاؤ، سیڑھی حاضر کر دی جائے گی۔

آپ علیہ السلام اس سیڑھی کے ذریعے سے نازل ہو کر امام مہدی سے ملاقات کریں گے، امام مہدی نہایت تواضع اور خوش خلقی کے ساتھ آپ سے پیش آئیں گے اور فرمائیں گے کہ یا نبی اللہ! امامت کیجیے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ امامت تم ہی کرو کیونکہ تمہارے بعض بعض کے لیے امام ہیں اور یہ عزت اسی امت کے لیے خدا نے دی ہے امام مہدی نماز پڑھائیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اقتداء کریں گے نماز سے فارغ ہو کر امام مہدی پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہیں گے کہ یا نبی اللہ! اب لشکر کا انتظام آپ کے سپرد ہے جس طرح چاہیں انجام دیں وہ فرمائیں گے نہیں یہ کام بدستور آپ کے تحت رہے گا میں تو صرف قتل دجال کے لیے آیا ہوں جس کا میرے ہی ہاتھ سے مارا جانا مقدر ہے۔[2]

دجال کے خلاف حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مل کر جہاد کرنے والوں کی فضیلت:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«عِصَابَتَانِ مِنْ أُمَّتِي أَحْرَزَهُمَا اللَّهُ مِنَ النَّارِ، عِصَابَةٌ تَغْزُو الْهِنْدَ، وَعِصَابَةٌ تَكُونُ مَعَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ».

''میری امت کی دو جماعتوں کو اللہ تعالیٰ نے جہنم کی آگ سے محفوظ کر لیا ہے، ایک وہ جماعت جو ہند کے خلاف جہاد کرے گی اور دوسری وہ جماعت جو حضرت عیسیٰ بن مریم کے ساتھ دجال کے خلاف جہاد میں شریک ہوگی۔''[3]

دجال کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود قتل کریں گے:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور مسلمانوں کو نماز پڑھائیں گے پھر جب اللہ کا دشمن دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو یوں گھلنے لگے گا جس

[1] المستدرک للحاکم: 8471

[2] بحوالہ: ظہور مہدی، مفتی نظام الدین شامزئی، صفحہ نمبر: 13

[3] سلسلہ احادیث صحیحہ: 3350

طرح پانی میں نمک گھلتا ہے اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسے چھوڑ دیتے تب بھی گھل کر مرجاتا، لیکن اللہ تعالیٰ اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں قتل کرائے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے نیزے پر دجال کا خون لوگوں کو دکھائیں گے۔[4]

دجال کے قتل کی جگہ :

جس کافر کے پاس حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے اس کو ان کے سانس کی ہوا لگے گی تو وہ مرجائے گا اور ان کے سانس کا اثر وہاں تک پہنچے گا جہاں تک ان کی نظر پہنچے گی پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو تلاش کریں گے حتیٰ کہ اسے ''باب لد'' (لد شام میں ایک پہاڑ کا نام ہے) کے قریب پائیں گے اور اسے (وہیں) قتل کریں گے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے مقام ''لد'' کے متعلق فرمایا: هُوَبَلْدَةٌ قَرِيبَةٌ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ. ''وہ بیت المقدس کے قریب ایک بستی کا نام ہے۔''[5]

حضرت سالم رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک یہودی سے دجال کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا: وَإِلٰهِ يَهُودِ، لَيَقْتُلَنَّهُ ابْنُ مَرْيَمَ بِفِنَاءِ لُدٍّ. ''یہودیوں کے معبود کی قسم! اسے عیسیٰ ابن مریم لد کے صحن میں یقینی طور پر قتل کریں گے۔''[6]

دجال سے نجات کا راستہ :

(1) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر نماز کے آخر میں تشہد اور درود کے بعد فتنۂ دجال سے پناہ مانگا کرتے تھے اور صحابہ بھی فتنۂ دجال سے پناہ مانگتے تھے روایت یہ ہے: اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ. وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ. ''اے اللہ! میں عذاب قبر سے فتنۂ مسیح دجال سے پناہ مانگتا ہوں۔''[7]

(2) دوسری روایت میں ہے: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَعِيذُ فِي صَلَاتِهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی نماز میں فتنۂ دجال سے پناہ مانگا کرتے تھے۔[8]

سورۃ الکھف کی ابتدائی دس آیات حفظ کرلینا :

مَنْ حَفِظَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنَ الدَّجَّالِ. ''جس نے سورۃ الکھف کی ابتدائی دس آیات حفظ کرلیں اسے فتنۂ دجال سے بچالیا جائے گا۔''[9]

دوسری روایت میں ہے: مَنْ حَفِظَ مِنْ خَوَاتِيمِ سُورَةِ الْكَهْفِ- مِنْ آخِرِ الْكَهْفِ. ''جس نے سورۃ الکھف کی آخری آیات حفظ کیں (اسے دجال کے فتنے سے بچالیا جائے گا)۔''[10]

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق یہ ہے کہ جس روایت میں سورۃ الکھف کی ابتدائی دس آیات کا ذکر ہے وہ زیادہ صحیح ہے، کیونکہ اس کی تائید ایک اور حدیث سے بھی ہوتی ہے، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ أَدْرَكَهُ مِنْكُمْ فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ فَوَاتِحَ سُورَةِ الْكَهْفِ، فَإِنَّهَا جِوَارُكُمْ مِنْ فِتْنَتِهِ». ''تم میں سے جو بھی اسے (یعنی دجال کو) پالے تو اس پر سورۃ الکھف کی ابتدائی آیات پڑھے کیونکہ یہ آیات تمہیں اس کے فتنے سے بچانے کا ذریعہ ہوں گے۔''[11]

---

[4] الصحیح المسلم: 7278

[5] (فتنہ دجال صفحہ نمبر: 104 بحوالہ: شرح مسلم شریف)

[6] (دجال ابن کثیر صفحہ نمبر: 107، بحوالہ مصنف ابن ابی شیبہ)

[7] سنن نسائی: 2062

[8] الادب المفرد: 1323

[9] الصحیح المسلم: 1883

[10] سنن ابی داوٗد: 4323

[11] سنن ابی داوٗد: 4321

احادیث متعارضہ پر ڈاکٹر عیسیٰ مصری کی بہترین توجیہ:

سورۃ الکہف کی آیات دجال کی فتنہ سے بچائیں گی، ان آیات کی تعین میں احادیث مختلف ہیں بعض احادیث میں سورۃ الکہف کی اول سے اور بعض میں اس کے آخر سے یہ ساری احادیث صحیح ہیں۔ انہیں محمول کیا گیا ہے کہ کوئی شروع سے پڑھے یا آخر سے تو بلاشک وہ اسے اس کے فتنہ سے بچائیں گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ[12]

فتنۂ دجال اکبر سے بچنے کی اولین شرط:

''فتنۂ مال واولاد'' سے خود کو نکالے بغیر اہل ایمان کا فتنۂ دجال اکبر سے نکلنا محال ہے۔ فتنۂ دجال اکبر سے نکلنے کے یا اس سے بچنے کی اولین شرط ہے ''نظام انفاق'' (زکوٰۃ، صدقات، عطیات) کا قیام اور نظامِ ''ربا'' (سود) کا انہدام، اس کے لیے ضروری ہے کہ مسلمان حلال و حرام کی علم حاصل کریں، ہر طرح کے حرام سے کلی اجتناب کا اہتمام کریں صرف اور حلال مال کمائیں اور پھر اس میں سے اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کی عادت ڈالیں اور بچوں کو اس کی عادت ڈلوانے کے لیے ان کے ہاتھ سے بھی فی سبیل اللہ خرچ کروایا کریں، بچوں کے دل میں حلال کی اہمیت اور حرام سے نفرت پیدا کریں۔[13]

دجالی فتنے سے متعلق چند سوالات:

سوال نمبر 01: دجال کا تذکرہ قرآن میں کیوں نہیں۔

یہ ایک بہت بڑا سوال ہے کہ دجال کا تذکرہ قرآن میں کیوں نہیں۔ جبکہ دجال کا فتنہ ایک عالمی فتنہ ہے۔ قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے ایک ہے۔ تمام انبیاء اس فتنے سے اپنی اپنی امت کو ڈراتے رہے۔ خود نبی کریم ﷺ نے اس سے پناہ مانگی اور اپنی امت کو اس سے ڈرایا۔

جواب: اس سلسلے میں بعض علمائے کرام کی رائے یہ ہے کہ بعض آیات قرآنی سے فتنۂ دجال ثابت ہوتا ہے:

(1) يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا

''جس دن تیرے رب کی بعض نشانیاں ظاہر ہوں گی تو اس دن کی نفس کو اس کا ایمان فائدہ نہیں دے گا۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«ثَلَاثٌ إِذَا خَرَجْنَ {لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا} طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَالدَّجَّالُ، وَدَابَّةُ الْأَرْضِ».

''جب تین چیزیں ظاہر ہوں گی تو کسی ایسے شخص کو اس کا ایمان فائدہ نہیں دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہو، دجال، دابۃ الارض اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔''[14]

نبی کریم ﷺ کی بیان کردہ اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ درج بالا آیات میں جن نشانیوں کے ظہور کا ذکر ہے، ان میں دجال بھی شامل ہے، لیکن فی الحقیقت ابتدائی سوال ابھی اپنی جگہ قائم ہے کہ قرآن میں واضح طور پر دجال کا ذکر کیوں نہیں۔ کیونکہ یہ وضاحت تو حدیث میں ہے کہ اس آیت سے مراد دجال کا فتنہ ہے۔

(2) لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ[15]

''آسمانوں اور زمین کی پیدائش یقیناً انسان کی پیدائش سے بہت بڑا کام ہے۔''

''کل'' کا اطلاق ''بعض'' پر ہونے کی وجہ سے یہاں ''ناس'' سے مراد دجال ہے۔ مگر یہ آیت بھی گزشتہ سوال کے جواب میں کافی نہیں ہے

---

[12] (دجالی فتنہ، ڈاکٹر عیسیٰ صفحہ نمبر: 66)

[13] (دجال، مفتی ابولبابہ صاحب، صفحہ نمبر: 241)

[14] الصحیح المسلم: 398

[15] (المومن: 57)

اور واقعتاً یہ ایک اہم سوال ہے کیونکہ فرعون اور یاجوج ماجوج وغیرہ جیسے فتنے جو دجال سے ادنیٰ درجے کے ہیں، جب ان کا ذکر قرآن میں موجود ہے تو دجال جو سب سے بڑا فتنہ ہے اس کا ذکر کیوں موجود نہیں، ہمارے علم کے مطابق اس بات کا حقیقی علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہی ہے، اس نے دجال کا (صراحتاً) ذکر قرآن میں کیوں نہیں کیا۔

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس مسئلہ میں بحث کرتے ہوئے آخر میں یہی بیان کیا ہے: وَالْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰی. ''اس کا حقیقی علم اللہ ہی کے پاس ہے۔''

تاہم غور وحوض کے بعد جو حکمت ظاہر ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ حدیث کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے بعض اہم معاملات کا ذکر قرآن مجید میں نہیں کیا بلکہ ان کا تذکرہ حدیث نبوی ﷺ میں ملتا ہے۔ ان معاملات میں صرف دجال ہی کا مسئلہ نہیں بلکہ کئی دیگر مسائل بھی ہیں۔ جیسا کہ غیر شادی شدہ زانی کے لیے قرآن میں سو کوڑوں کی سزا تو موجود ہے، لیکن ایک سالہ جلا وطنی موجود نہیں یہ صرف حدیث سے ثابت ہے، جیسا کہ حضرت زید بن خالد کی روایت میں ہے: جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ. ''اسے سو کوڑے لگائے جائیں اور ایک سال کے لیے جلاوطن کر دیا جائے۔''[16]

اسی طرح شادی شدہ زانی کے لیے رجم کی سزا بھی قرآن میں موجود نہیں بلکہ صرف حدیث میں موجود ہے اور نبی کریم ﷺ کے عمل سے بھی ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے شادی شدہ زانیوں کو رجم کرایا ہے۔

قرآن مجید میں سورۃ النساء کی آیت 23 میں حرام رشتوں کا ذکر کیا گیا ہے لیکن ایک حرام رشتے کا ذکر صرف حدیث میں ہے، قرآن میں کہیں اس کا تذکرہ نہیں! وہ حرام رشتہ ''پھوپھی اور بھتیجی کو یا خالہ اور بھانجی کو ایک نکاح میں جمع کرنا ہے''۔

سوال نمبر 02: احوالِ قیامت کے تمام مسائل کا ذکر بھی قرآن میں کیوں موجود نہیں۔

جواب: حدیث جہاں قرآن کی تشریح اور تفسیر کرتی ہے، وہاں بعض ایسے مسائل بھی بیان کرتی ہے جن کا سرے سے قرآن میں ذکر ہی نہیں ہے۔ اس سلسلے میں علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب ''دجال'' میں ذکر فرمایا ہے:

(1) علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سورۃ انعام کی اسی آیت اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو من و عن ذکر فرمایا ہے۔

(2) یہ ایک حقیقت ہے کہ سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام آسمانی دنیا سے نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا تذکرہ ان آیات میں ہے:

وَّ قَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَ مَا قَتَلُوْهُ وَ مَا صَلَبُوْهُ وَ لٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَ اِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَ مَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۙ﴿۱۵۷﴾ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۵۸﴾ وَ اِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ﴿۱۵۹﴾ۚ [17]

''(پھر اپنے کفر میں اتنے بڑھے کہ مریم پر سخت بہتان لگایا) اور خود کہا کہ ہم نے مسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ کو قتل کر دیا حالانکہ فی الواقع انہوں نے نہ اس کو قتل کیا، نہ صلیب پر چڑھایا بلکہ معاملہ ان کے لیے مشتبہ کر دیا گیا، اور جن لوگوں نے اس کے بارے میں اختلاف کیا وہ بھی دراصل شک میں مبتلا ہیں، ان کے پاس اس معاملہ میں کوئی علم نہیں ہے، محض گمان ہی کی پیروی ہے، انہوں نے مسیح کو یقین کے ساتھ قتل نہیں کیا۔ بلکہ اللہ نے اس کو اپنی طرف اٹھالیا، اللہ زبردست طاقت رکھنے والا اور حکیم ہے۔ اور اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہ ہوگا جو اس کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لے آئے گا اور قیامت کے روز وہ ان پر گواہی دے گا۔''

(علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ) ہم نے اپنی تفسیر میں یہ بات ثابت کی ہے کہ آیت قَبْلَ مَوْتِهٖ کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹ رہی ہے، یعنی عنقریب وہ زمین کی طرف اتریں گے اور اہل کتاب جنہوں نے کہ ان کے متعلق واضح اختلاف کیا ہوا تھا، ان پر ایمان لے آئیں گے۔ اسی بنیاد پر عیسیٰ ابن مریم کے نزول کا ذکر مسیح دجال کی طرف اشارہ ہے جو مسیح الضلالہ ہے اور مسیح الہدیٰ کی ضد ہے۔ عربوں کی عام

---

[16] سنن الترمذی: 1433

[17] النسآء: 157-159

عادت ہے کہ وہ دو باہم متضاد چیزوں میں سے ایک کے ذکر پر ہی اکتفا کر لیتے ہیں اسی طرح مسیح الہدیٰ کا ذکر ہوگیا اور مسیح الضلالت کے ذکر کی ضرورت نہیں ہے۔

(3) چونکہ دجال انسان ہونے کے باوجود ''الوہیت'' کا مدعی ہوگا، یہ بات اللہ تعالیٰ کے جلال و عظمت، اس کی کبریائی اور شانِ نزاہت کے خلاف ہے، اس لیے اسے حقیر جانتے ہوئے قرآن مجید میں اس کے نام کی تصریح نہیں کی گئی۔

پس انبیاء کے بتانے پر ہی اکتفاء کیا گیا جیسا کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کی مناسبت سے دجال کا پُر حقارت معاملہ قرآن عظیم میں بیان کرنے کی ضرورت نہ تھی، بلکہ اس کے بارے میں آگاہی ہر نبی کے ذمے سونپ دی گئی۔

سوال نمبر 03: فرعون کا بھی تو قرآن میں ذکر ہے جب کہ اس نے بھی کذب و بہتان کا دعوی کیا تھا اور اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ''میں تمہارا سب سے اونچا رب ہوں'' کہا تھا۔

جواب: فرعون کا معاملہ تو ختم ہوچکا ہے اس کا جھوٹ ہر عاقل مومن پر واضح ہوگیا، جبکہ دجال کا معاملہ ایسا ہے کہ جو آئندہ مستقبل میں بندوں کی آزمائش و ابتلا کے لیے پیش آئے گا تو اس کی تحقیر اور اس کے ذریعے امتحان کی غرض سے اس کا ذکر قرآن میں نہیں کیا گیا۔ اس معاملے کا تذکرہ اس کا جھوٹ اتنا واضح ہوگا کہ قرآن میں اس سے آگاہ کرنے اور اس سے ڈرانے کی کوئی خاص ضرورت نہ تھی۔[18]

(جاری ہے۔۔۔)

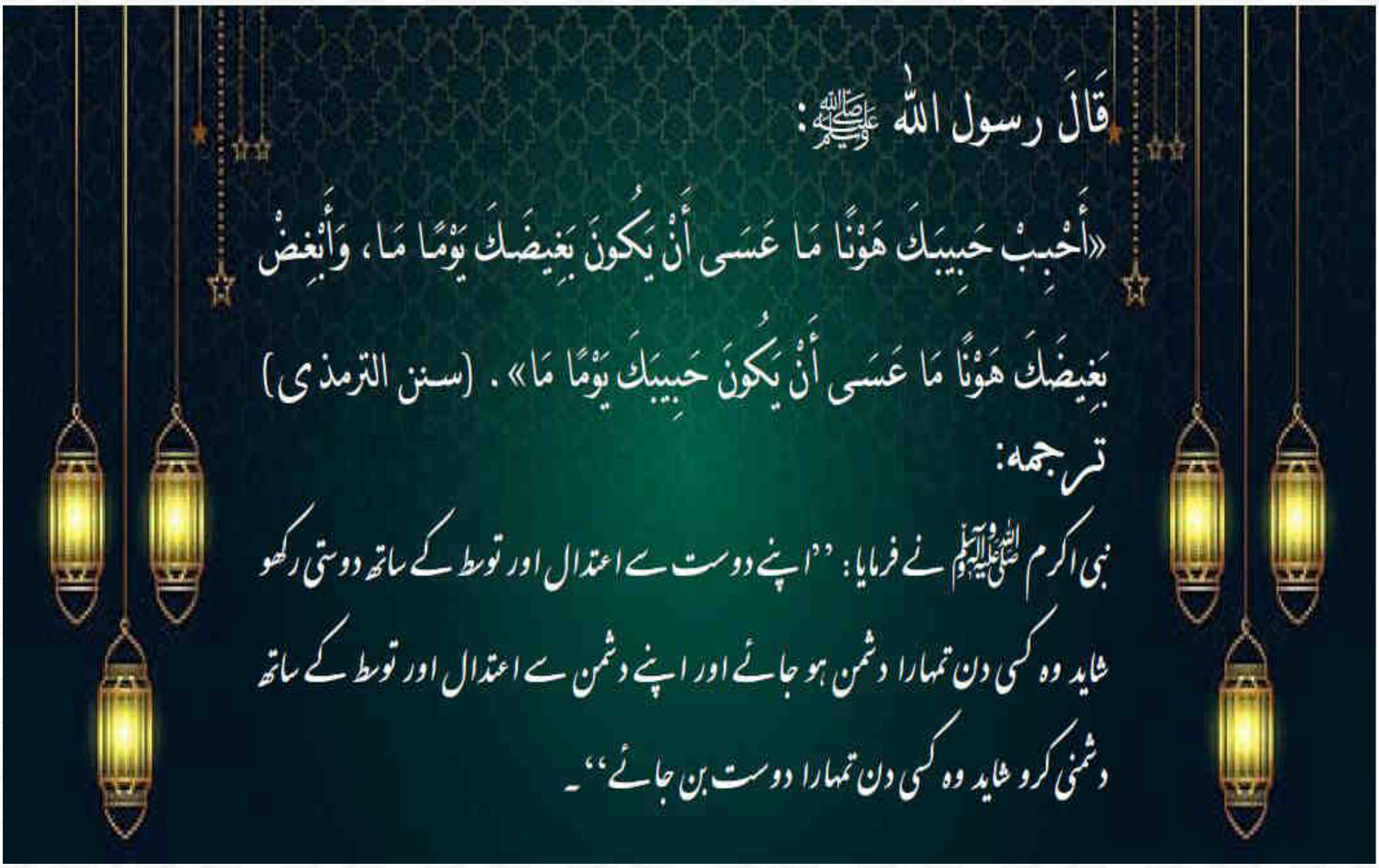

18 (دجال، ابن کثیر: 96)

دورِ حاضر میں فتنوں کی برسات

سید محمد مصطفیٰ

استاذ، قرآن اکیڈمی، یاسین آباد

ایک حقیقت پسند آدمی اس بات کو اچھی طرح جانتا ہے کہ بیسویں صدی کے بعد سے اب تک کا زمانہ شدید فتنوں کا دور رہا ہے، اور اس کی ایک بڑی دلیل یہ ہے کہ ویسے تو قوموں کا عروج حاصل کرنا اور کسی کا زوال پذیر ہونا زمانے میں فطری شے مانی جاتی ہے، مگر یہ دور اس قدر خاص ہے کہ اس میں کوئی ایک قوم بھی عروج کی حامل نہیں بلکہ زوال ہی ہے جو اس وقت انسانیت کا مقدر بنا بیٹھا ہے۔ شاید بہت سے لوگ میری اس بات سے اختلاف بھی کریں لیکن بہر حال آخر تو یہ حقیقت تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں ہے کہ دورِ حاضر میں جو قومیں عروج کی حامل مانی بھی جاتی ہیں وہ بھی اپنی نگاہوں میں شکستگی و بربادی کے آثار بخوبی دیکھ رہی ہیں۔ یعنی تمام ہی نوعِ انسانی اب شکست سے دوچار ہے۔ سوال یہ ہے کہ آخر جیت کون رہا ہے؟ تو اس کا جواب قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے سات مرتبہ قصہ آدم و ابلیس بیان کر کے انسان کو بتلایا ہے کہ اللہ کی نگاہ میں عروج و زوال آپس میں انسانوں کا نہیں ہوتا بلکہ کبھی ابلیسیت غالب آجاتی ہے اور کبھی انسان اپنی اصل کو پاکر، یعنی خلیفہ بن کر، ابلیسیت کو شکست دے دیتا ہے۔ لہذا اگر بات اس پیرائے میں سمجھ آجائے تو ہمیں اندازہ ہوگا کہ جب جب انسان خود مکمل طور پر اللہ کا نائب بن کر اُبھرا تو ابلیسیت کی شکست ہوئی اور خلافت قائم ہوئی اور جب اس نیابت سے انسان نے بے اعتنائی برتی تو ابلیسیت کا غلبہ نظر آنے لگا۔ آج کا یہ دور اس ابلیسیت کے غلبے ہی کی انتہا معلوم ہونے لگا ہے۔ جس کی پیشین گوئی الصادق الامین رسول اللہ ﷺ نے اپنے اقوال میں فرمائی ہے جو ہمیں احادیث کی کتب میں واضح نظر آتی ہیں۔

بڑی تعجب کی بات ہے کہ انسان کی یہ شکست اگرچہ شیطان کے ہتھکنڈوں کا نتیجہ ضرور تھی لیکن اس زوال کو حاصل کرنے میں خود انسان نے بھی اپنی سی کوئی کسر نہ چھوڑی یعنی "گردن بھی اپنی، تلوار بھی اپنی"۔ پھر ہر دور میں انسانوں کا ایک بڑا طبقہ اسی کام کی پیش رفت میں نظر آیا جس کی تعداد وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتی ہی چلی گئی۔ یہی وجہ تھی جس کے پیشِ نظر فرشتوں نے سوال کیا تھا جس کا ذکر اللہ رب العالمین نے سورۃ البقرۃ کی آیت 30 میں فرمایا:

قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَ يَسْفِكُ الدِّمَآءَ

ترجمہ: انہوں (فرشتوں) نے عرض کیا کہ کیا آپ زمین میں ایسے کو مقرر کرنے والے ہیں جو زمین کے انتظام کو بگاڑ دے گا اور خون ریزی کرے گا۔

یہی وجہ ہے کہ آج ہم ذرا بھی دنیا میں نظر دوڑاتے ہیں تو ہماری نگاہیں تھک کر لوٹ آتی ہیں مگر فتنے و فسادات کا احاطہ ممکن نہیں ہو پاتا، کہیں انسان کی جان دنیا کی سب سے سستی شے نظر آتی ہے کہ جتنا چاہوں قتل و غارت گری کے بازار گرم کرو تو کہیں انسان کی قدر و منزلت اس قدر اونچی کردی جاتی ہے کہ خدائی حقوق دے دیے جاتے ہیں، کبھی تو ظلم کے خلاف آواز اُٹھانا تو دور کی بات ظلم کو ظلم کہنا محال ہو جاتا ہے، تو کبھی آزادی کا ایسا اظہار کیا جاتا ہے کہ ماں باپ کی ڈانٹ بھی قانونی جرم قرار پاتی ہے۔ انسان نے جس تیزی کے ساتھ ٹیکنالوجی کے اعتبار سے ایجادات کی ہیں تو سوچنا پڑتا ہے کہ وہ کہیں ایک ٹوٹا ہوا تارا مہِ کامل نہ بن جائے، کے مصداق ہے تو دوسری جانب ماضی کی طرف نگاہ اُٹھتی ہے تو وہ دور موجودہ دنیا اور اس کے لوازمات سے بہتر معلوم ہونے لگتا ہے۔ کہیں تو کیفیت یہ ہے کہ نکاح کے موقع پر اس زور و شور سے رسومات کا انعقاد کیا جاتا ہے کہ نکاح کرنے والے کے لیے اس کے اخراجات برداشت کرنا محال ہو جاتے ہیں، تو کہیں کیفیت یہ ہے کہ نکاح کو بے حیثیت کر کے Born Out of Wedlock کا تصور لایا جاتا ہے۔ نتیجتاً دنیا آج انتشار کا شکار ہے اور شیطان اپنے عزائم میں کامیاب ہوتا چلا جارہا

ہے۔ یہ سب اس لیے کہ انسان اپنی اصل کو یا تو بھول گیا ہے یا سرے سے واقف ہی نہیں ہے۔ لہذا ضرورت اس بات کی ہے کہ موجودہ دور میں نوع انسانی جس انتشار کا شکار ہے، اُس کے اسباب تلاش کیے جائیں اور پھر مسائل کے حل کے لیے اپنی سی پوری کوشش کی جائے کیونکہ یہ مسئلہ محض کسی خاص ملک یا قوم تک محیط نہیں ہے، بلکہ یہ ہر فرد کے لیے انفرادی سطح پر پریشانی کا باعث ہے، اگر میرے گھر کے سامنے والے مکان میں آگ لگ جائے تو لازمًا مجھے اس لیے فکر ہوگی کیونکہ عین ممکن ہے کہ سامنے جلتے ہوئے مکان سے کوئی چنگاری اٹھے اور میرے گھر کی طرف آکر میرے گھر میں بھی آگ لگا دے۔ لہذا میں سامنے والے مکان سے آگ بجھانے کے لیے اپنی صلاحیت واستعداد کے مطابق ضرور کوشش کروں گا۔ یہ فتنوں کی آگ آج ہر ملک وملت ہی نہیں بلکہ ہر گلی محلّے یہاں تک کہ گھروں تک پہنچ چکی ہے۔ افسوس یہ ہے کہ آج انسان اس انتشار کو دیکھ کر بھی ان دیکھا ہوگیا ہے۔

بانی تنظیم اسلامی اور صدر مؤسس انجمن خدام القرآن محترم ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''جہاد بالقرآن اور اس کے پانچ محاذ'' کے ذریعے اس بات کو عوام الناس میں عام کرنے کی کوشش کی کہ دعوتِ قرآن کے ضمن میں جو جہاد مطلوب ہے اُس کا پہلا محاذ اُن تصورات کے خلاف ہے جو قدیم زمانے سے ہمارے آباؤ اجداد کے ذریعے ہم تک پہنچے ہیں جو اسلامی تعلیمات کے بھی منافی ہیں۔ مثلاً: مشرکانہ اوہام اور شفاعتِ باطلہ (باطل سفارش کا عقیدہ) کا تصور۔ یہ ایسی جہالت ہے کہ جو انسان اور خدا کے رشتے کو کمزور کرنے کا باعث بنتی ہے اور ساتھ ہی آخرت میں جواب دہی کے احساس کو ختم کر دیتی ہے۔ دوسرا محاذ جدید دور میں پیدا ہونے والے ان تصورات کے خلاف ہونا چاہیے جو مغرب میں چلنے والی تحریکوں (Renaissance اور Reformation) کے باعث آج پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لیے ہوئے ہیں جن کو آج ہم الحاد (Atheism) اور مادّہ پرستی (Materialism) کی اصطلاحات سے جانتے ہیں جن کے لیے عقل پرستی (Scientific Rationalism) کے الفاظ بھی استعمال کیے گئے ہیں۔ آج انہیں تصورات کا نتیجہ ہے کہ انسان My Life My Choice یا میرا جسم میری مرضی کے نعرے لگا رہا ہے۔ پھر تیسرا محاذ اس بے یقینی کی کیفیت کو دور کرنے کا ہے جو آج اس مادّی دور میں پھیل چکی ہے۔ یعنی وہ لوگ بھی کہ جو اللہ کو رازق اور قادر مانے بیٹھے ہیں وہ بھی آج اسباب پر منحصر ہونے کو مسبب الاسباب پر منحصر ہونے سے بہتر سمجھتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ آج مسلمانوں ہی کا اگر جائزہ لے لیا جائے تو اسلام کم اور نفاق زیادہ نظر آئے گا یعنی ایمان بالقلب آج ناپید ہوتا جا رہا ہے۔ پھر چوتھا محاذ کلچر اور ثقافت کے نام پر ان منکرات و فواحش کے بازاروں کے خلاف ہے جنہوں نے آج باقاعدہ منظم اداروں کی صورت اختیار کرلی ہے۔ جنہوں نے مرد و زن کے آزادانہ میل جول، ناچ گانے یہاں تک کہ فنونِ لطیفہ (Comedy) کے ذریعے عوام الناس کو اپنی اصل ہی سے بیگانہ کردیا ہے۔ اور پھر پانچواں محاذ اس تباہ کن بیماری کے خلاف ہونا چاہیے کہ جو فرقہ واریت کی صورت میں پوری امت یہاں تک کہ پوری انسانیت کو اپنی لپیٹ میں لیے ہوئے ہے۔ کبھی مذہب کے نام پر تو کبھی زبان کے نام پر تو کبھی قوم اور نسل کے نام پر انسان اپنے ہی جیسے انسان کا خون تک بہا دینے کو تیار ہے۔

اگر دقتِ نظر سے ہم موجودہ دور کے حالات کا مشاہدہ کریں تو ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ کی اس دور اندیشی کا ضرور احساس ہوگا جو اللہ رب العزت نے انہیں اپنے فضل سے عطا فرمائی تھی۔ یعنی اس دنیا میں آج دورِ جاہلیت کی طرح وہ شرک بھی ہے جس کے پیچھے کوئی دلیل موجود نہیں، دنیا نے خوب ترقی بھی کرلی اور انسان چاند پر بھی پہنچ گیا لیکن بتوں کی پرستش نہ چھوڑی وہی پتھر کے بتوں کی پوجا آج تک انسان کر رہا ہے۔ حال ہی میں Common wealth Games کی افتتاحی تقریب میں بال نامی بُت کی بڑے پیمانے پر پوجا کی گئی اور اس کو میڈیا پر بھی باقاعدہ نشر کیا گیا۔ وہی بال بت جس کا تذکرہ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ جس کے پوجنے والوں کی طرف اللہ تعالیٰ نے حضرت الیاس علیہ السلام کو بھیجا تھا، پھر حد یہ ہے کہ اب تو Halloween کے نام سے مختلف Festivals منائے جاتے ہیں۔ جس میں کھلے الفاظ کے ذریعے Satan (شیطان) کو خدا تسلیم کیا جاتا ہے، اور اس کو راضی کرنے کے لیے مختلف حرکات کی جاتی ہیں، جو ایک طرح سے شیطان کی عبادت (Worship of Satan) قرار دی جاتی ہیں، اور یہ سب محض مغربی ممالک ہی تک محدود نہیں ہیں بلکہ تیزی کے ساتھ مسلمان معاشروں میں سرایت کرتی جا رہی ہے۔ اسی طرح فتنۂ الحاد بھی اب زور پکڑتا جا رہا ہے، اسلامی تعلیمات تو اب دور کی بات رہی بلکہ اب تو

خدا کے وجود پر سوالات اٹھائے جارہے ہیں Existence of God کے نام سے لمبی لمبی بحثوں کا سلسلہ ہے، پھر اگر صرف بات یہیں تک محدود رہتی تو اہلِ علم شاید ٹھوس دلائل کی بنیاد پر خدا کے وجود کو بھی ثابت کر دیتے، لیکن بات اس سے مزید آگے بڑھ چکی ہے کیونکہ اب تو خدا کو نہ ماننے کو ثقافت (culture) کا حصّہ بنایا جارہا ہے۔ جب کوئی شے ثقافت کا حصّہ بن جائے تو اس پر عقلی دلائل بھی بے اثر ہو جاتے ہیں بلکہ وہ معاشرے کی ایسی رسم بن جاتی ہے کہ اگر کوئی اس کے برخلاف ہو جائے تو وہ انسان کے بجائے آسمان سے اتری کوئی اور ہی مخلوق محسوس ہونے لگتا ہے۔ لہذا ہر ایک اس کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور ذہنی طور پر بیمار جاننے لگتا ہے۔ یہی کچھ آج ہم اپنے تجربات سے محسوس کریں گے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات پر چلنے والا شخص اسی طرح اجنبی سا ہو کر رہ گیا ہے۔ اب یہ مولوی کا محترم لقب ایک گالی کی صورت اختیار کر گیا ہے، طرح طرح کی اصطلاحات خدا کے ماننے والوں کے لیے استعمال کی جاتی ہیں۔ جیسے Hyper-religiosity اس اصطلاح کو باقاعدہ ایک بیماری کے نام کے طور پر جانا جاتا ہے، جسے ان لوگوں سے جوڑا جاتا ہے جو خدا کے قائل ہیں اور اپنے عقیدے کو پختگی کے ساتھ اختیار کرتے ہیں۔ اسی طرح Extremist کی اصطلاح بھی مذہبی لوگوں کے لیے استعمال کی جاتی ہے، اور تاثر دیا جاتا ہے کہ یہی لوگ شدت پسندی کی بیماری کا شکار ہیں۔ چند مزید اسی طرح کی اصطلاحات بھی مل جائیں گی جن کا یہاں بیان کرنا ممکن نہیں ہوگا۔ لیکن ان سب کا حاصل یہ ہے کہ الحاد کو ایسے پھیلا دیا جائے کہ اس کے خلاف اگر کوئی عقلی دلیل بھی لے کر میدان میں آجائے تو جواب دینے کے بجائے ایسے شخص کی بات کو استہزاو تمسخر میں نظر انداز کر دیا جائے، اور ذہنوں کو اس بے خدا تہذیب کا شکار کر دیا جائے تاکہ انسان آسمانی ہدایات کو نظر انداز کر کے خدا کا بندہ بننے کے بجائے شیطان کا بندہ بن جائے۔ اسی وجہ سے اللہ رب العزت نے تمام نوعِ انسانی کو دنیا میں بھیجنے سے پہلے ہی وعدہ لے لیا تھا جس کا ذکر سورۃ یٰسٓ کی آیت ۶۰ تا ۶۲ میں ہے:

اَلَمۡ اَعۡهَدۡ اِلَيۡكُمۡ يٰبَنِيۡۤ اٰدَمَ اَنۡ لَّا تَعۡبُدُوا الشَّيۡطٰنَ‌ۚ اِنَّهٗ لَـكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِيۡنٌ ۙ‏ ﴿۶۰﴾ وَّاَنِ اعۡبُدُوۡنِىۡ‌ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسۡتَقِيۡمٌ‏ ﴿۶۱﴾ وَلَقَدۡ اَضَلَّ مِنۡكُمۡ جِبِلًّا كَثِيۡرًا‌ ؕ اَفَلَمۡ تَكُوۡنُوۡا تَعۡقِلُوۡنَ‏ ﴿۶۲﴾

ترجمہ: کیا میں نے تم سے یہ عہد نہیں لیا تھا اے آدم کے بیٹو! کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا، بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اور یہ کہ میری عبادت کرو، یہی سیدھا راستہ ہے۔ اور (یاد کرو کہ) اس نے تم میں سے بہت سی مخلوق کو گمراہ کر دیا، تو کیا تم عقل نہیں رکھتے۔

مندرجہ بالا آیات میں اللہ رب العزت نے انسان کو نہ صرف اس بات سے آگاہ کیا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے، بلکہ انسان کو یہ بھی بتا دیا کہ اگر اس دشمن کو ہرانا چاہتے ہو یا اپنی جیت یقینی بنانا چاہتے ہو تو اللہ کی عطا کردہ سیدھی راہ پر چلنا ہوگا۔ جس کا دوسرا نام عبادت ہے یعنی ہر وقت اور ہر جگہ اللہ ہی کے احکامات کو پورا کرنے میں لگ جاؤ کیونکہ یہی تو وہ بات ہے جو شیطان کو اس کے دعوے میں کمزور کرتی ہے، جو اس نے آدم علیہ السلام کی تخلیق پر کیا تھا جب اس کو سجدہ کرنے کا حکم ملا۔ سورۃ صٓ میں شیطان کے اسی دعوے کا ذکر کیا گیا:

قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغۡوِيَنَّهُمۡ اَجۡمَعِيۡنَۙ‏ ﴿۸۲﴾ اِلَّا عِبَادَكَ مِنۡهُمُ الۡمُخۡلَصِيۡنَ‏ ﴿۸۳﴾

ترجمہ: (شیطان نے) کہا: ''پس تیری عزت کی قسم! میں ان سب کو ضرور گمراہ کروں گا، سوائے تیرے ان بندوں کے جو خالص کیے ہوئے (مخلص) ہیں۔''

ضرورت اس بات کی ہے کہ آج ان تمام فتنوں سے بچنے کا واحد راستہ اللہ کی خالص بندگی کو اختیار کرنا ہے۔ اپنے آپ سے لے کر گھر، معاشرے سے لے کر ریاست پر، اللہ ہی کا حکم غالب ہونا چاہیے، اللہ ہی کی بات کو کُل خیر سمجھنا چاہیے، اور اللہ کا کلام، یعنی قرآن ہی ہمارے زندگی کی رہنمائی کا ذریعہ ہونا چاہیے۔ یہ بھی نہیں بھولنا چاہیے کہ جس عبادت کو اختیار کرنا ہمارے لیے اصل کامیابی ہے، اُس عبادت کو صحیح طور سے اختیار کرنے والے حضور ﷺ ہیں۔ لہذا آپ ﷺ کی شخصیت وہ ہے کہ جس نے ہمیں یہ بتایا کہ عبادت والے رستے پر چلنا کیسے ہے۔ اللہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کا راستہ اختیار کرتے ہوئے کامل بندگی کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور ہمیں ان تمام شرور سے محفوظ رکھے جن کا راستہ شیطان کی بندگی کی طرف لے جاتا ہے۔

ماہانہ رپورٹ برائے آئینۂ انجمن

قرآن اکیڈمی ڈیفنس

الحمد للہ رجوع الی القرآن کورس 2025-26 بحسن و خوبی جاری ہے، جس میں 60 حضرات اور 37 خواتین جبکہ آن لائن شرکت کرنے والوں کی تعداد 70 ہے۔ ماہ رواں میں فکرِ اسلامی اور خصوصی محاضرات کے ذیل میں ''تحفظ عقیدہ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داری'' (استاذ مولانا شفیع الرحمن صاحب) اور ''محرم الحرام: فضائل و مسائل'' (استاذ عاطف محمود صاحب) لیکچرز منعقد ہوئے۔

ان شاء اللہ 3 جولائی 2025ء بروز جمعرات سے Demands of The Quran کے عنوان سے منتخب نصاب کی بزبان انگریزی تدریس کا آغاز کیا جا رہا ہے۔

ہر سال کی طرح اِس سال بھی بچوں اور بچیوں کے لیے علیحدہ علیحدہ سمر اسلامک کیمپ کا انعقاد کیا گیا جس میں جونیئر گروپ (6 تا 10 سال کے بچے و بچیاں) کی کلاسز دوپہر 2:00 تا 3:00 بجے، جبکہ ٹین ایجر گروپ (11 تا 14 سال کے لڑکے و لڑکیاں) کی کلاسز 3:30 تا 4:30 بجے منعقد ہوں گی۔ کورس کا دورانیہ تین ہفتے جبکہ کلاسز پیر تا جمعرات منعقد ہوں گی، اور کورس کے اختتام پر شرکا کو سرٹیفیکیٹ سے بھی نوازا جائے گا۔ سمر اسلامک کیمپ میں 42 جونیئر بچے اور 37 جونیئر بچیاں جبکہ 23 ٹین ایجرز بچے اور 20 ٹین ایجرز بچیاں شامل ہیں۔

مورخہ 7 جون 2025ء بروز ہفتہ نمازِ عید الاضحیٰ صبح 6:30 بجے ادا کی گئی۔ نماز سے قبل جناب عامر خان صاحب نے قربانی کی روح و حقیقت کے حوالے سے گفتگو فرمائی بعد ازاں موصوف نے ہی نماز پڑھائی اور عربی خطبہ بھی ارشاد فرمایا۔

ماہ رواں مسجد میں پہلا، دوسرا اور تیسرا جمعہ محمد نعمان صاحب اور چوتھا جمعہ امیر محترم شجاع الدین شیخ صاحب نے خطبہ ارشاد فرمایا۔

دورانِ ماہ مسجد میں 09 نکاح کی تقریبات منعقد ہوئیں۔

قرآن اکیڈمی یٰسین آباد

رجوع الی القرآن کورس (سال اول سیکشن اے) میں 72 حضرات اور 122 خواتین، رجوع الی القرآن کورس (سال اول سیکشن بی) میں 55 حضرات اور رجوع الی القرآن کورس (سال دوم) میں 27 حضرات اور 16 خواتین شرکت کر رہے ہیں۔

رجوع الی القرآن کورس (سال اول سیکشن اے) کے تحت ''دینی فرائض کا جامع تصور'' اور ''دین کا ہمہ گیر تصور'' (استاذ حافظ محمد اسد صاحب) اور ''موبائل فون اور سوشل میڈیا'' (استاذ ڈاکٹر انوار علی صاحب)، اسی طرح رجوع القرآن کورس (سال اول سیکشن بی) کے تحت ''دینی فرائض کا جامع تصور'' (استاذ غضنفر عمر صدیقی صاحب)، ''موبائل فون اور سوشل میڈیا'' (استاذ ڈاکٹر انوار علی صاحب) اور ''دین کا ہمہ گیر تصور'' (استاذ سید محمد مصطفیٰ صاحب) کے موضوعات پر لیکچرز منعقد ہوئے۔ حلقات و دورات دینیہ کے تحت اس وقت ''مطالعہ حدیث (اتوار)''، ''تربیت برائے خادمین''، ''مختصر درس حدیث (اہل محلہ/نمازی حضرات بعد نماز عصر از طلبہ پارٹ 2)''، ''نماز سے متصل ترجمہ قرآن (بعد نماز ظہر اہل محلہ/نمازی حضرات از طلبہ پارٹ 1 سیکشن B -A اور پارٹ 2)''، ''خلاصہ مضامین قرآن (بعد فجر)''، ''دورہ ترجمہ قرآن (ہر جمعہ بعد نماز عشاء)''، ''دراسات دینیہ سال اول و دوم''، ''تجوید القرآن (سہ پہر)''، ''سلسلہ وار ترجمہ قرآن''، ''حلقہ سیرت النبی ﷺ''، ''عربی تکلم کورس''، ''اسلامک ڈے

کیمپ''، ''عربی گرامر برائے قرآن فہمی کورس (سنڈے)''، اور ''قرآن فہمی کورس زیر اہتمام تنظیم اسلامی یاسین آباد''، جاری ہے، جس میں اوسط تعداد 567 کے قریب ہوتی ہے۔

مدرسۃ القرآن للحفظ والقراءۃ کے تحت درجہ حفظ میں 112 طلبہ اور درجہ قاعدہ و ناظرہ میں 24 طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ جبکہ مدرسۃ البنین والبنات میں (سہ پہر 2:30 تا 4:30) کے تحت درجہ قاعدہ میں 162 طلبہ و طالبات اور درجہ حفظ میں 112 طلبہ و طالبات زیر تعلیم ہیں۔

ماہ رواں میں 18 طلبہ کرام نے وفاق المدارس کے امتحان میں شرکت کی، اور الحمدللہ وفاق کی طرف سے موصولہ نتائج کے مطابق تمام حفاظ کرام نے امتیازی نمبرات سے کامیابی حاصل کیں (فللہ الحمد والمنۃ)۔ علاوہ ازیں مغرب تا عشاء حلقہ میں مقیم طلبہ کرام اور اہل محلہ و گرد و نواح سے حضرات تشریف لاتے ہیں۔

شعبہ دعوت و تبلیغ کے تحت ماہ رواں میں پہلا جمعہ ''محرم الحرام، فضائل و مسائل'' (محترم عاطف محمود صاحب)، دوسرا جمعہ ''مناقب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ'' (محترم محمد ارشد صاحب) اور تیسرا اور چوتھا جمعہ ''شہید مظلوم'' اور ''حیات خلیل علیہ السلام'' (محترم سید سلیم الدین صاحب) نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ مسجد میں کل 07 تقاریب نکاح منعقد ہوئیں۔

شعبہ تصنیف و تالیف کے تحت منتخب نصاب (تفصیلی ویڈیوز 58 تا 63) کے حصہ سوم کی تصحیح، ترتیب اور فارمیٹنگ مکمل کی گئی۔ آئینہ انجمن (ماہ جون) کو تیار کیا گیا۔ ''ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ اور تنظیم اسلامی کا ایک تعارف'' کی کریکشن کی گئی۔ ماہِ جون کے لیے دو اہم مضامین بعنوان ''ماہِ ذوالحجہ کی اہمیت و فضیلت'' اور ''پاکستان کے حالات اور ہماری ذمہ داری'' تحریر کیے گئے۔ اسی طرح آئینہ انجمن تصحیح کی گئی۔ علاوہ ازیں میرا گھر میری ذمہ داری (لیکچر چہارم)، اور پیغام قرآن سورۃ الحشر کی کمپوزنگ کا کام جاری ہے۔

شعبہ سوشل میڈیا کے تحت درج ذیل امور انجام دیے گئے: ''حج تربیتی نشست پرومو (2)''، ''تکبیرات تشریق ویڈیو''، ''اسلامک ڈے کیمپ پرومو یاسین آباد''، ''حج اور قربانی 2 کلپ ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ''، ''سابقہ اور موجودہ مسلمان امتوں کا ماضی حال اور مستقبل: کتاب پرومو''، ''اقامتی کورس برائے اساتذہ پرومو''، ''ڈاکٹر انوار صاحب پوڈکاسٹ 2 کلپ''، ''موبائل فون اور سوشل میڈیا ورک شاپ پرومو''، ''موبائل فون اور سوشل میڈیا ورک شاپ ریکارڈنگ''، ''آخری صلیبی جنگ ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ 2 کلپ''، ''کیا پاکستان کے خاتمے کی الٹی گنتی۔۔ ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ 1 کلپ''، ''یوتھ میٹ اپ کورنگی اور ڈیفینس پرومو''، ''خطاب جمعہ نگران انجمن 12 کلپس'' تیار کیے گئے۔

قرآن اکیڈمی کورنگی

رجوع الی القرآن کورس سال 26-2025 بحسن و خوبی جاری ہے، جس میں 32 حضرات اور 60 خواتین نے رجسٹریشن کروائی۔ جس میں سے 25 حضرات اور 45 خواتین تسلسل کے ساتھ شرکت کر رہے ہیں۔ دوراں ماہ خصوصی محاضرات کے ذیل میں ''حضرت ابراہیم کی داستان عزیمت'' (صدر انجمن خدام القرآن، سندھ جناب انجینئر نعمان اختر صاحب)، اور ''عشرہ ذوالحجہ (فضائل و مسائل)'' (جناب استاذ عاطف محمود صاحب) کے دروس ہوئے۔

مدرسۃ القرآن للحفظ والقراءۃ قرآن اکیڈمی کورنگی للبنین والبنات میں شعبہ بنین کے درجہ حفظ میں دوراں ماہ 3 نئے داخلوں کے بعد 43 جبکہ درجہ قاعدہ و ناظرہ میں 6 نئے داخلوں کے ساتھ 104 طلبہ اور شعبہ بنات میں 130 طالبات زیر تعلیم ہیں۔

شعبہ بنات میں قاعدہ ناظرہ قرآن کی طالبات کے لیے ''فضائل ذوالحجہ'' اور ''ساتھیوں کے آداب، حج کے آداب'' کے موضوعات پر خصوصی لیکچرز منعقد کیے گئے۔

حلقات و دورات دینیہ کے ضمن میں شعبہ خواتین کے تحت جاری امور خانہ داری و تربیتی کورس کی کلاسز میں 15 خواتین شرکت کر رہی ہیں۔ اسی طرح موسم گرما کی تعطیلات میں طلباء طالبات کے لیے 4 ہفتوں پر مشتمل اسلامک سمر کیمپ کا آغاز کیا گیا۔ جس میں 35 طلباء اور 25 طالبات شریک ہیں۔

دعوت و تبلیغ کے ضمن میں قرآن اکیڈمی کورنگی سے متصل جامع مسجد طیبہ میں ہفتہ وار درسِ قرآن (صدر انجمن خدام القرآن، سندھ جناب انجینئر نعمان اختر صاحب) ہر جمعرات بعد نمازِ عصر منعقد ہوتا ہے۔ جس میں 50 حضرات شرکت کرتے ہیں۔

تنظیم اسلامی کورنگی شرقی کے تحت ''عربی گرامر برائے قرآن فہمی'' کورس (حافظ ریان بن نعمان اختر صاحب) جاری ہے، جس میں 15 حضرات شرکت کر رہے ہیں۔

دی ہوپ اسلامک اسکول

اسکول میں موسم گرما کی تعطیلات جاری ہیں۔

قرآن انسٹیٹیوٹ گلستان جوہر

الحمدللہ رجوع الی القرآن کورس سال 25-26 جاری ہے۔ جس میں 170 سے زائد طلبہ و طالبات زیر تعلیم ہیں۔ رواں ماہ خصوصی محاضرات کے ذیل میں، محرم الحرام فضائل و مسائل (استاذ عاطف محمود صاحب)، عقیدہ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داری (مولانا شفیع الرحمن صاحب) کے دروس ہوئے۔

بعد نماز فجر درس قرآن و حدیث (جناب ندیم گیلانی اور قاری غلام اکبر صاحبان)، بعد نماز عصر درس حدیث (جناب قاری غلام اکبر صاحب)، بعد نماز ظہر اصلاحی خطبات اور خلاصہ مضامین قرآن (جناب جمیل صاحب اور غضنفر عمر صاحبان)، اور بعد نماز فجر تجوید (قاری زاہد احمد صاحب) جاری ہیں۔ رواں ماہ بچوں اور بچیوں کے لیے Islamic summer camp کا اہتمام کیا گیا جس میں 100 سے زائد طلبہ و طالبات شریک ہیں، صبح کے اوقات میں مختصر عربی گرامر کورس برائے قرآن فہمی کا آغاز ہوا جس میں 20 طلبہ نے شرکت کی، نیز 12 جولائی بروز ہفتہ سے ہفتہ وار قرآن فہمی کورس (برائے حضرات و خواتین) کا آغاز ہو رہا ہے، اور 7 جولائی سے WhatsApp پر عربی گرامر کا (the-batch4) کا آغاز ہوگا۔

رواں ماہ خطاب جمعہ کی سعادت مدیر ادارہ جناب ڈاکٹر انوار علی صاحب نے حاصل کی۔ مدرسۃ القرآن برائے قاعدہ و ناظرہ میں 40 طلبہ زیر تعلیم ہیں۔

قرآن انسٹیٹیوٹ لطیف آباد

الحمدللہ قرآن انسٹیٹیوٹ لطیف آباد میں رجوع الی القرآن کورس سال 2025-26 جاری ہے۔ دوران ماہ دو اسپیشل لیکچرز، دین کا ہمہ گیر تصور (استاذ: ڈاکٹر انوار علی صاحب)، اور دینی فرائض کا جامع تصور (استاذ: محمد ارشد صاحب) منعقد ہوئے۔

بچوں اور بچیوں کے لیے موسم گرما کی تعطیلات میں صبح کے اوقات (9:00 تا 11:30) تین ہفتے پر مبنی سمر کورس کا انعقاد کیا گیا ہے۔ اسی طرح پہلی دفعہ امسال قرآن انسٹیٹیوٹ لطیف آباد میں اساتذہ کے لیے "Muslim Identity For Teachers" کے نام سے تین ہفتے پر مبنی ایک کورس کا اہتمام کیا گیا ہے جس کے اوقات کار دوپہر 2:00 تا 5:00، دن پیر تا جمعرات ہیں۔

بروز اتوار بچوں اور بچیوں کے لیے مطالعہ قرآن حکیم کی کلاسز اور شام کے اوقات میں شارٹ کورس ''فہم القرآن'' جاری ہے۔

مدرسۃ القرآن برائے قاعدہ و ناظرہ میں اور بعد نمازِ مغرب بالغان کے لیے قاعدہ و ناظرہ قرآن کی تعلیم اور بروز جمعہ بعد نمازِ مغرب تذکیر بالقرآن کے تحت درسِ قرآن کا سلسلہ جاری ہے۔

قرآن انسٹیٹیوٹ بحریہ ٹاؤن

الحمدللہ رجوع الی القرآن کورس سال اول کی کلاسز جاری ہیں، جس میں حضرات اور خواتین کی اچھی تعداد شرکت کر رہی ہیں۔ رواں ماہ خصوصی محاضرات کے ذیل میں ''مسلمانوں کے قرآن مجید پر حقوق'' (جناب محمد ارشد صاحب) اور ''محرم الحرام فضائل و مسائل'' (استاد انجینئر عثمان علی صاحب) کے دروس ہوئے۔

مدرسۃ القرآن کے زیر اہتمام درجہ حفظ و ناظرہ کی کلاسز جاری ہیں۔ رواں ماہ درجہ حفظ کے بچوں کے لیے تربیتی سیشن منعقد کیا گیا۔ انجمن کے تحت سمر کیمپ کی رجسٹریشن کا عمل جاری ہے، جس میں اب تک 93 بچے اور بچیاں داخلہ لے چکے ہیں۔

27 جون کو قرآن انسٹیٹیوٹ میں ''شہادت رب'' کے عنوان سے ایک خصوصی لیکچر ہوگا۔

قرآن مرکز لانڈھی

الحمدللہ مدرسۃ القرآن للحفظ والقراءۃ للبنین والبنات میں تدریس کا عمل بحسن وخوبی جاری ہے۔ شعبہ بنین کے درجہ حفظ میں 61 جبکہ درجہ قاعدہ وناظرہ میں 43 طلبا اور شعبہ بنات میں 49 طالبات زیر تعلیم ہیں۔ دوران ماہ 1 طالب نے حفظ کی تکمیل کی۔

ماہ جون میں طالبات کے لیے 4 ہفتوں پر مشتمل اسلامک سمر کیمپ کا آغاز کیا گیا۔ جس میں 26 طالبات شریک ہیں۔

شعبہ دعوت وتبلیغ کے تحت سورۃ بنی اسرائیل کا مطالعہ جاری ہے۔ امیر لانڈھی تنظیم وناظم مرکز محمد ہاشم صاحب درس کی ذمہ داری ادا فرماتے ہیں۔

ماہانہ درس قرآن وحدیث کے سلسلے میں محترم جناب عامر خان صاحب نے ''حقیقتِ شہادت'' کے موضوع پر خصوصی بیان فرمایا۔

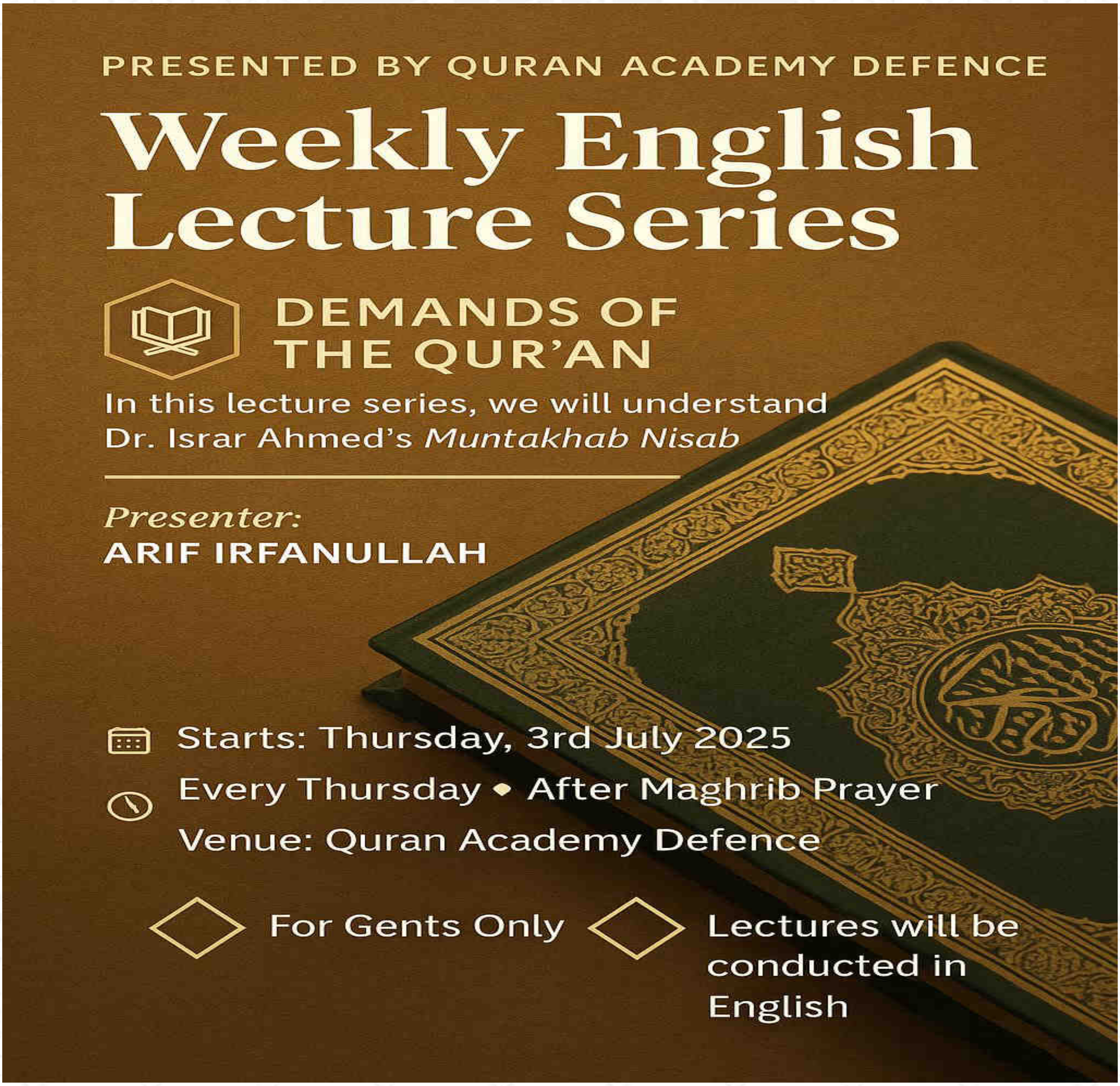

شعبۂ ملٹی میڈیا

خطباتِ جمعہ (محترم شجاع الدین شیخ صاحب) :

ماہِ جون 2025ء میں محترم شجاع الدین شیخ صاحب کے درج ذیل موضوع پر ہونے والے خطبہ جمعہ کی ویڈیو ریکارڈنگ کی گئی جسے انجمن اور تنظیم اسلامی کی ویب سائٹ اور سوشل میڈیا پر شائع کیا گیا :

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت

خطباتِ جمعہ (محترم انجینئر نعمان صاحب):

ماہِ جون 2025ء میں محترم انجینئر نعمان صاحب کے درج ذیل موضوع پر ہونے والے خطباتِ جمعہ کی آڈیو ریکارڈنگ کی گئیں جنہیں انجمن کے ویب سائٹ پر اپلوڈ کیا گیا :

عظیم قربانی، عظیم امتحان، تمام محبتیں اللہ پر قربان	کلمہ طیبہ کا مفہوم اور اس کے تقاضے ۔
مصائب پر مومنانہ طرزِ عمل	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب اور شہادت

خطباتِ جمعہ (محترم ڈاکٹر انوار علی صاحب) :

ماہِ جون 2025ء میں محترم ڈاکٹر انوار علی صاحب کے درج ذیل موضوع پر ہونے والے خطباتِ جمعہ کی آڈیو ریکارڈنگ کی گئیں جنہیں انجمن کے ویب سائٹ پر اپلوڈ کیا گیا :

قربانی کا مطلب ۔	قربانی کے مسائل ۔
مطالعہ سورۃ الکھف حصہ سوم ۔	مطالعہ سورۃ الکھف حصہ چہارم ۔
مطالعہ سورۃ الکھف حصہ پنجم ۔	

خطباتِ جمعہ (محترم عامر خان صاحب) :

ماہِ جون 2025ء میں محترم عامر خان صاحب کے درج ذیل موضوع پر ہونے والے خطباتِ جمعہ کی آڈیو ریکارڈنگ کی گئیں جنہیں انجمن کے ویب سائٹ پر اپلوڈ کیا گیا :

ذکر اللہ اہمیت و فضیلت ۔	انفاق فی سبیل اللہ

درسِ قرآن :

ماہِ جون 2025ء میں نگرانِ انجمن کے 2 مختصر درس ''درسِ قرآن'' کو ارسال کیے گئے ۔ علاوہ ازیں ماہِ جون 2025ء امیرِ محترم کے خطبہ جمعہ سے لیے گئے مختصر دورانیے کے (وڈیو کلپس) کی کل تعداد 7 رہی ۔

امیر سے ملاقات پروگرام :

نگرانِ انجمن جناب شجاع الدین شیخ صاحب کا امیر سے ملاقات پروگرام کی ریکارڈنگ کی گئی اور مرکز کو فراہم کیا گیا ۔ اس کے علاوہ محمد نعمان صاحب

کے عربی گرامر کورس کی ریکارڈنگ کی 03 کلاسز ایڈٹ کی گئیں۔ اس طرح مدیر تعلیم ڈاکٹر انوار علی ابرار صاحب کا الحاد کے موضوع پر قرآن پوڈکاسٹ ریکارڈ کیا گیا۔ اسی طرح محفل حسن قراءت 2025 کے پانچ حصے ایڈٹ کیے گئے۔

معاونت :

معمار مسجد اور جوہرا انسٹیٹیوٹ میں ملٹی میڈیا کی جانب سے معاونت رہی۔

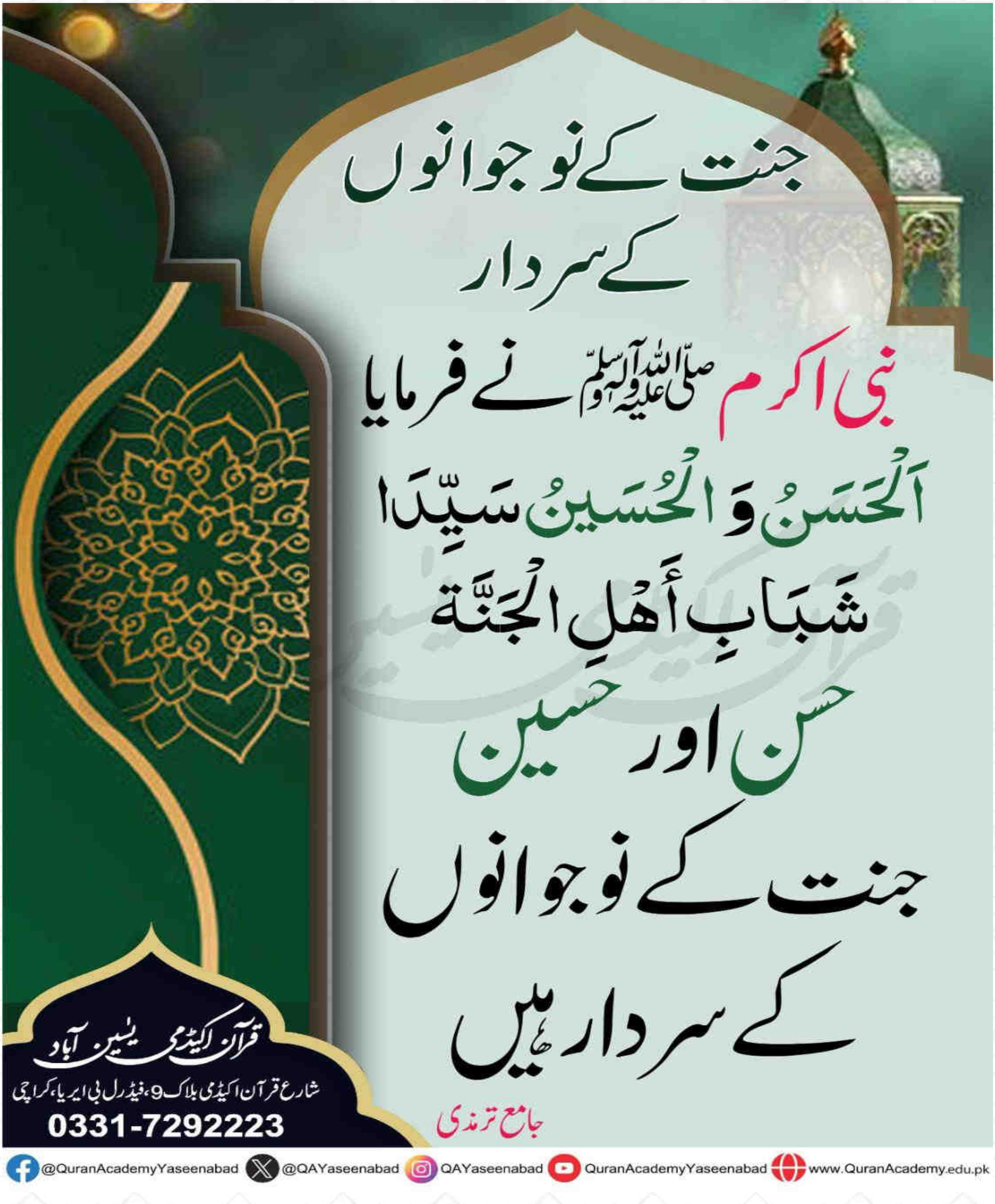

انجمن خدّام القرآن اغراض و مقاصد

انجمن خدّام القرآن
سندھ، کراچی، رجسٹرڈ

انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی کے قیام کا مقصد منبع ایمان اور سرچشمۂ یقین قرآن حکیم کے علم و حکمت کی وسیع پیمانے اور اعلیٰ علمی سطح پر تشہیر و اشاعت ہے۔ تاکہ اُمت مسلمہ کے فہیم عناصر میں تجدید ایمان کی ایک عمومی تحریک برپا ہوجائے اور اس طرح اسلام کی نشأة ثانیہ اور غلبۂ دینِ حق کے دورِ ثانی کی راہ ہموار ہوسکے۔

انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی کے اغراض و مقاصد:

- عربی زبان کی تعلیم و ترویج۔
- قرآن مجید کے مطالعے کی عام ترغیب و تشویق۔
- علومِ قرآنی کی عمومی نشر و اشاعت۔
- ایسے نوجوانوں کی مناسب تعلیم و تربیت جو تعلّم و تعلیم قرآن کو اپنا مقصدِ زندگی بنالیں، اور
- ایک ایسی قرآن اکیڈمی کا قیام جو قرآنِ حکیم کے فلسفہ و حکمت کو وقت کی اعلیٰ ترین علمی سطح پر پیش کرسکے۔

☆☆☆

مرکزی دفتر انجمن خدّام القرآن 375 – B، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ روڈ، بلاک 6، گلشن اقبال، کراچی۔ فون نمبر 7 – 34993436 – 021